مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ — کراچی

اظہارِ عقیدت

ختم نبوت کے سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں
کہ یہ ایک ایسا موضوع اور عقیدہ ہے جس پر تمام عالم اسلام میں جوش و خروش
پایا جاتا ہے لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں بعض وقت کوئی نہ کوئی شورش اس عقیدے کے خلاف اٹھتا
رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے بڑے جیالے
اور جید کارکن اور علما موجود ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں جنوبی افریقہ میں ایک فتنہ اٹھنے والا تھا۔
مگر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ایک غیر سرکاری وفد نے بروقت اور نہایت خوش
اسلوبی سے اس مہم کے آغاز میں وہاں جا کر بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ میں انہیں
مبارکباد دیتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کامیابیوں سے ہمکنار کرے۔

(صدرِ پاکستان کا قومی سیرت کانفرنس سے خطاب)

(۱۳ تا ۲۰ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ)

جلد ۱، شمارہ ۳۱

۱ تا ۷ جنوری ۱۹۸۳ء

خصائل نبوی ؐ بر شمائل ترمذی

باب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین (جوتہ شریف) کے ذکر میں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب ؒ

اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتہ کی ہیئت اور اس کے پہننے اور نکالنے کا طریقہ ذکر فرمایا ہے۔ نعل شریف کے برکات و فضائل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے رسالہ زاد السعید کے آخر میں مفصل مذکور ہیں جس کو تفصیل مقصود ہو اس میں دیکھ لے مختصر یہ ہے کہ اس کے خواص بے انتہا ہیں۔ علماء نے بارہا تجربہ کیے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میسر ہوتی ہے۔ ظالموں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ ہر دلعزیزی میسر ہوتی ہے غرض ہر مقصد میں اس کے توسل سے کامیابی ہوتی ہے۔ طریق توسل بھی اسی میں مذکور ہے۔ امام ترمذی نے اس باب میں گیارہ حدیثیں ذکر فرمائی ہیں

باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ حدثنا محمد بن بشار، حدثنا ابو داؤد حدثنا ابو داؤد حدثنا ھمام عن قتادۃ قلت لانس بن مالک کیف کان نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لھما قبالان۔

۱۔ قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نعل شریف کیسے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک جوتہ میں دو دو تسمے تھے۔

عرب میں جوتا ایسا نہیں ہوتا تھا، جیسا کہ یہاں سندھ میں متعارف ہے بلکہ ایک چمڑی کی چپٹی پر دو تسمے ہوتے تھے۔

۲۔ حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء، حدثنا وکیع عن سفیان عن خالد الحذاء عن عبد اللہ بن الحارث عن ابن عباس قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبالان مثنی شراکھما۔

۲۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف کے تسمے دوہرے تھے۔

یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے یعنی ہر تسمہ دوہرا تھا۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی خالد حذاء ہیں۔ حذاء کے معنی موچی کے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے۔ کہ یہ صاحب خود موچی نہیں تھے لیکن نشست، برخاست اور تعلقات موچیوں سے تھے۔ اس لئے ان کا لقب خالد موچی پڑ گیا تھا۔ اسی سے پہچانے جاتے تھے۔ جس قسم کے آدمیوں سے تعلقات ہوتے ہیں۔ ان کے ظاہری اور باطنی اثرات رنگ لائے بغیر نہیں رہتے۔

۳۔ حدثنا احمد بن منیع ویعقوب ابن ابراھیم حدثنا ابو احمد الزبیری حدثنا عیسی ابن طھمان قال اخرج الینا انس ابن مالک نعلین جرداوین لھما قبالان قال فحدثنی ثابت بعد عن انس انھما کانتا نعلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ عیسی کہتے ہیں کہ حضرت انس نے ہمیں دو جوتے نکال کر دکھلائے ان پر بال نہیں تھے۔ مجھ سے اس کے بعد ثابت نے یہ بتایا کہ وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف تھے

اکثر چمڑے کو بغیر بال اتارے بھی عرب میں جوتہ بنایا جاتا تھا۔ اس لیے راوی نے بالوں کا ذکر فرمایا

۴۔ حدثنا اسحق بن موسی الانصاری قال حدثنا معن قال حدثنا مالک حدثنا سعید المقبری عن عبید بن جریج انہ قال لابن عمر رأیتک تلبس النعال السبتیۃ قال انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلبس النعال التی لیس فیھا شعر ویتوضأ فیھا فانا احب ان البسھا۔

۴۔ عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بغیر بال کے چمڑے کا جوتہ پہنتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے حضور

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب دامت برکاتہم

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

مولانا بدیع الزمان

مولانا منظور احمد الحسینی

مینیجر

علی اصغر چشتی صابری، ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

فی پرچہ ۱۔ ڈیڑھ روپیہ

بدل اشتراک

سالانہ ـــــ ۶۰ روپیہ

ششماہی ـــــ ۳۵ روپیہ

سہ ماہی ـــــ ۲۰ روپیہ

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب ـــــ ۲۱۰ روپیہ

کویت، ابوظہبی، شارجہ دوبئی، اردن اور

شام ـــــ ۲۴۵ روپیہ

یورپ ـــــ ۲۹۵ روپیہ

اسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا ـــــ ۲۷۰ روپیہ

افریقہ ـــــ ۳۱۰ روپیہ

افغانستان، ہندوستان ـــــ ۱۶۵ روپیہ

رابطہ دفتر

دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ پرانی نمائش کراچی

ناشر:۔ عبدالرحمٰن یعقوب باوا

طابع:۔ کلیم الحسن نقوی انجمن پریس، کراچی

مقام اشاعت:۔ ۲/A سائٹ ویلفیئر ایم اے جناح روڈ، کراچی

فہرست

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر
۲	خصائل نبوی: حضرت مولانا شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ	۱
۴	ایک سوال اور اس کا جواب: حضرت مولانا تاج محمد صاحب قاسم العلوم فقیر والی	۲
۵	اداریہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۳
۷	حیات طیبہ: علی اصغر چشتی صابری	۴
۱۳	ربوہ کانفرنس: مولانا منظور احمد الحسینی	۵
۱۷	قومی اخبارات کا مطالعہ	۶
۱۹	نزول عیسیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۷
۲۱	کارگزاری مجلس: مولانا اسعد وسایا صاحب	۸
۲۲	کاروان ختم نبوت: علی اصغر چشتی صابری	۹
۲۴	گلہائے عقیدت: علی اصغر چشتی صابری	۱۰

شعبہ کتابت

حافظ عبدالستار وحدی ، حافظ گلزار احمد

غلام یٰسین تبسم

ایک قادیانی کے سوال کا جواب

از: حضرت مولانا تاج محمد صاحب: قاسم العلوم فقیروالی

سوال: مرزا صاحب نے بعد از دعویٰ الہام ۲۳ برس سے زائد عمر پائی۔ اگر وہ اپنے دعویٰ الہام میں جھوٹے ہوتے۔ تو دعویٰ کے بعد اتنی عمر نہ پاتے اور اللہ تعالیٰ لو تقول علینا بعض الاقاویل..... الخ کے مطابق ان کی شاہ رگ کاٹ دیتا۔ پس یہ مرزا صاحب کے دعویٰ کی صداقت کا یقینی ثبوت ہے۔

الجواب

صادق کے صدق اور کاذب کے کذب میں کسی مدت دعویٰ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اگر کسی مدعی نبوت کے صدق کو پرکھنے کا یہی معیار ہے تو پھر

(۱) صالح بن طریف نے ۱۲۶ھ میں نبوت اور مہدی اکبر کا دعویٰ کیا۔ دعویٰ نبوت کے بعد بادشاہ بن گیا۔ اور اس کے خاندان میں ۳۰۰ برس تک بادشاہت رہی۔ اپنی طبعی موت سے مرا۔ اس کے وقت میں رمضان المبارک ۱۶۱ھ میں چاند اور سورج کو گہن لگا۔ اس کے دعویٰ نبوت کی مدت ۴۰ برس ہے۔ جو آپ کے پیش کردہ ۲۳ سال معیار سے زائد ہے۔

(ابن خلدون صفحہ ۲۰۷ جلد ۶ مطبوعہ ۱۲۴ھ)

(۲) ابو منصور عجلی نے ۳۲۱ھ میں دعویٰ نبوت کیا۔ اس کے وقت میں ۳۲۶ھ میں رمضان المبارک میں چاند اور سورج کو گہن لگا۔ مدت دعویٰ نبوت ۲۳ برس کے بعد مرا۔

(ابن خلدون صفحہ ۲۰۸ جلد ۶)

(۳) بہاء اللہ ایرانی کی پیدائش ۱۸۱۷ء عیسوی میں ہوئی۔ "لوح مبارک" پر اس کی وحی ان الفاظ میں درج ہے۔

(الف) قل یاملاء الفرقان قد اتی الموعود الذی وعدتم فی الکتاب نفو اللہ ولا تتبعوا کل مشرک اثیم "

کہہ دے اے گروہ فرقان بے شک وہ موعود آ گیا جس کا تم سے کتاب (قرآن) میں وعدہ کیا گیا تھا۔ خدا سے ڈرو اور کسی مشرک گنہگار کی پیروی نہ کرو

(ب) "حضرت بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ میں کیا۔ ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہے۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

(ج) "حضرت بہاء اللہ کا یہ دعویٰ تھا کہ مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔"

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ نومبر ۱۹۰۴ء)

(د) "حضرت بہاء اللہ بعد از دعویٰ وحی چالیس سال تک زندہ رہے اور آپ اپنے دعویٰ پر آخیر دم تک قائم رہے۔

(اخبار الحکم قادیان ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ء)

سوال یہ ہے کہ اگر قادیانیوں کے نزدیک ۲۳ سال معیار ہی قابل قبول ہے۔ تو پھر صالح بن طریف۔ ابو منصور عجلی اور بہاء اللہ ایرانی کو ان کے دعویٰ میں سچا تسلیم کرنے میں تمہارے لئے کون سا امر مانع ہے۔ جب کہ ان لوگوں نے بعد از دعویٰ ۲۳ برس سے زائد مدت پائی۔ پھر بھی ان کی شاہ رگ نہ کاٹی گئی۔

(۴) اگر آپ کے اس معیار کو صحیح تسلیم کیا جائے تو پھر کئی صادق نبیوں کا زمانہ ۲۳ برس سے کم ہے۔ جیسے حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ تو پھر معاذ اللہ کیا یہ نبی جھوٹے تھے؟ اور پھر جن لوگوں نے جھوٹے دعویٰ کے ساتھ اس سے زائد مہلت پائی۔ تو کیا ان کو سچا تسلیم کرو گے؟

(۵) مدعیان نبوت کاذبہ اور مفتریان علی اللہ کو (قانون مقررہ) مرنے کے بعد سزا ملتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم شاہد ہے۔

(و) پارہ ۷، سورہ انعام رکوع ۱۱ (ترجمہ) "وہ بڑا ظالم ہے جو خدا تعالیٰ

(باقی صفحہ ۲ پر)

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ =

ہفت روزہ ختم نبوت

۱۲ ربیع الاول اور اس کے تقاضے

آج کل ربیع الاول کے مہینے میں عام طور پر سیرت کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک سراپا خیر و برکت ہے ، اس کے لئے کسی زمان و مکان کی تخصیص نہیں ، لیکن یہ ضروری ہے کہ اداب عظمت کو شدت کے ساتھ ملحوظ رکھا جائے۔ مثلاً :

(۱) سیرت مبارکہ کے تذکرے سے اصل مقصود یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و آداب کا تتبع کیا جائے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو عملاً اپنایا جائے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کی پیروی کی جائے۔ کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام سعادتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے وابستہ ہیں۔

(۲) سیرت مبارکہ کے تذکرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل کمالات اجاگر کئے جائیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خشیت و تقویٰ ، اخلاص و للہیت اور عبدیت و تعلق مع اللہ کی کیفیت کیا تھی۔ فرائض و عبادات کا کب اہتمام تھا ، دعوت الی اللہ کا کیا جذبہ تھا ؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت و تزکیہ کیسے فرماتے تھے۔ دنیا سے زہد و بے رغبتی کا کیا عالم تھا۔ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا کس قدر اہتمام تھا۔ الغرض دین کے تمام شعبے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

(۳) سیرت طیبہ کے جلسوں کو ہر قسم کی منکرات سے پاک رکھا جائے۔ مثلاً : غلط سلط روایات و حکایات کا بیان کرنا ، بے مقصد چراغاں کرنا ، مردوں اور عورتوں کا اختلاط۔ عورتوں کا سیرت طیبہ کے جلسوں میں تقریریں کرنا۔ بے ریش اور فاسق لوگوں کا غلط سلط نظمیں پڑھنا۔ شرکاء جلسہ کا نمازیں قضا کر دینا۔ یہ اور اس قسم کی بیسیوں باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں ناپسندیدہ اور مبغوض ہیں ، مگر آج کل ان کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ جو نیکی برباد ، گناہ لازم کا مصداق ہیں۔

(۴) سیرت کانفرنسوں کے علاوہ آج کل "جشن میلاد" یا "عید میلاد" کے نام پر بہت سی قباحتوں کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ بازاروں اور دکانوں پر چراغاں کیا جاتا ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مطہرہ اور بیت اللہ شریف کی شبیہیں بنائی جاتی ہیں، ان پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے، اور طواف کئے جاتے ہیں۔ جلوس نکالے جاتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کے نام پر کی جاتی ہیں۔ لیکن ذرا بھی غور و تأمل سے کام لیا جائے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا صحیح طریقہ نہیں، مثلاً روضۂ مطہرہ کی شبیہ بنا کر اس کے ساتھ روضہ شریف کا سا معاملہ کرنا۔ اسی طرح بیت اللہ کی شبیہ بناکر اس سے ٹھیک ٹھیک بیت اللہ کا سا برتاؤ کرنا بہت ہی توہین آمیز اور نازیبا حرکت ہے۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ روضہ اطہر اور بیت اللہ کی جو شبیہ بنائی جاتی ہے وہ محض جعلی اور مصنوعی ہے، جسے آج بنایا جاتا ہے اور دوسرے دن توڑ پھوڑ دیا جاتا ہے ظاہر ہے کہ اس مصنوعی سوانگ میں اصل روضہ اطہر اور بیت اللہ کی کوئی خیر و برکت واقعتہً منتقل نہیں ہو جاتی، اور خود اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے اس سوانگ میں واقعتہً کسی درجہ کا تقدس نہیں پیدا ہو جاتا! پس جب اس میں اصل کا کوئی تقدس اور کوئی برکت پیدا نہیں ہوتی تو اس کے عبث اور لغو ہونے میں کیا شک ہے۔ اور ایک لغو چیز کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ کا اور بیت اللہ شریف کا سا معاملہ کرنا کس قدر ناشائستہ اور توہین آمیز حرکت ہے۔

(۴) بارہ ربیع الاوّل کو "جشن میلاد" اور عید منانا بھی بہت تعجب انگیز چیز ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں تو مورخین کا اختلاف ہے۔ بعض ۹/ ربیع الاوّل بتاتے ہیں۔ بعض ۸/ اور بعض نے ۱۲/ مشہور کر رکھی ہے۔ لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ وفات ۱۲/ ربیع الاوّل ہے۔ اگر ۱۲/ ربیع الاوّل کو تاریخ ولادت بھی تسلیم کر لیا جائے تو گویا یہ تاریخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت بھی ہے۔ اور یہی تاریخ وفات بھی — کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن کو جشن عید کا دن بنا لینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی محب اور عاشق کا کام ہو سکتا ہے؟

مسلمانوں کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ صفر کی آخری بدھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کا آغاز ہوا تھا۔ اور ۱۲ ربیع الاوّل کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دشمن نے صفر کی آخری بدھ کو "جشن کا دن" بنانے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ آخری بدھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیماری سے صحت یاب ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل صحت فرمایا تھا۔ حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وفات کو جشن کا دن بنانے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے۔ حالانکہ محققین کے نزدیک یہ بھی غلط ہے۔ لیکن دشمن کی سازش کامیاب نکلی۔ اب مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ

سیرۃ النبیؐ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

قسط ۲

حیاتِ طیّبہ

تحریر:- علی اصغر چشتی صابری۔ ایم۔ اے۔ ایل، ایل، بی۔ فاضل عربی، فارسی، وفاقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ :-

ابوطالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک نہایت ہی شفیق حامی اور حد درجہ غمگسار ساتھی سے جدا ہو گئے۔ اب قریش کو آپ کے ستانے کا وہ موقعہ ہاتھ آیا۔ جو ابوطالب کی زندگی میں انہیں حاصل نہ تھا۔ آپ کو ستانے کے لئے ان کے ذہنوں میں جو کچھ تھا۔ ابھر کر سامنے آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا۔ کہ اذیتوں کا یہ سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے۔ کفار مکہ کے دلوں میں آپ کی ناقدری اور حقارت میں بھی روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ تو آپ نے ارادہ فرمایا۔ کہ طائف جا کر ثقیف کو اسلام کی دعوت دیں۔ آپ کو اہل طائف سے کچھ خیر کی امید تھی کیونکہ رضاعت کے دن آپ نے قبیلۂ بنی سعد میں گذارے تھے۔ جو طائف کے قریب آباد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں

طائف پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کے سرداروں اور ذمہ دار لوگوں سے ملاقات کی۔ انہیں خدا کا وہ پیغام پہنچایا جس کا پہنچانا آپ کی اہم ذمہ داریوں میں سے تھا۔ لیکن اس کے نتیجے میں آپ کو جتنا ستایا گیا۔ وہ مشرکین مکہ کی ایذا رسانیوں سے کہیں زیادہ تھا۔ طائف میں آپ کو گالیاں دی گئیں۔ شور مچایا گیا۔ آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ یہاں تک کہ راستے کے دونوں طرف آدمی کھڑے کر دیئے گئے۔ آپ ایک قدم بھی اٹھاتے۔ تو کسی طرف سے پتھر آپ پر پھینکا جاتا۔ اس وقت بے ساختہ آپ کے قلب و زبان پر یہ دعا جاری ہوئی۔

"اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلۃ حیلتی وھوانی علی الناس یا ارحم الراحمین، انت رب المستضعفین، الی من تکلنی، الی بعید یتجھمنی، ام الی عدو ملکتہ امری، ان لم یکن بک غضب علی فلا ابالی، غیر ان عافیتک ھی اوسع لی، اعوذ بنور وجھک الذی اشرقت لہ الظلمات وصلح علیہ امر الدنیا والاخرۃ، من ان ینزل بی غضبک او یحل علی سخطک، لک العتبیٰ حتی ترضیٰ، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ"

الٰہ العالمین، اپنی کمزوری، بے سروسامانی اور لوگوں کی بابت تیرے سامنے فریاد کرتا ہوں۔ آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ بے بس عاجزوں کے مالک آپ ہی ہیں اور میرے مالک و پروردگار بھی آپ ہی ہیں۔ مجھے کس کے حوالہ کیا جاتا ہے۔ کیا بے گانہ ترش رو کے یا اس دشمن کے جو کام پر قابو رکھتا ہے۔ اگر مجھ پر آپ کا غضب نہیں۔ تو مجھے اس کی پرواہ نہیں لیکن آپ کی عافیت میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات کے نور سے پناہ چاہتا ہوں جس سے سب تاریکیاں روشن ہو جاتی ہیں اور دنیا و دین کے کام اس سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ کہ تیرا غضب مجھ پر اترے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو۔ مجھے تیری ہی رضامندی اور خوشنودی درکار ہے۔ اور نیکی کرنے یا بدی سے بچنے کی طاقت مجھے تیری ہی طرف سے ملتی ہے۔

اس موقعہ پر جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو آپ کے پاس بھیجا۔ اور اس نے آپ سے طائف کے اردگرد پہاڑوں کے ملانے کی اجازت چاہی، تو آپؐ نے فرمایا۔ مجھے امید ہے۔ کہ ان کی اولاد میں سے کوئی ایسا پیدا ہوگا۔ جو ان کی

طرح نہ ہوگا۔ وہ خدائے واحد کی عبادت کرے گا۔ اور اس کے ساتھ کسی اور جنس کو شریک نہ ٹھہرائے گا۔ جب آپ طائف سے تشریف لائے تو قریش آپ کی مخالفت، عداوت اور ایذا رسانی میں اسی طرح سرگرم تھی۔

اسراء و معراج :-

طائف سے واپسی کے بعد رب العالمین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور مسجد اقصیٰ سے سبع سموات تک اسی جسم اور روح کے ساتھ بحالت بیداری ایک ہی شب میں سیر کرائی۔ جس کو "اسراء و معراج" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

بیت المقدس میں آپ نے امام بن کر جماعت انبیاء کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں کی سیر فرمائی۔ انبیاء سے ان کے مقامات پر ملتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ اور بیت معمور تک پہنچے وہاں سے قرب حضوری خاص حاصل ہوا۔ اور گوناگوں وحی سے مشرف ہوئے۔

حضرت عائشہ رض، معاویہ رض، اور امام حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ کہ اسریٰ روح مبارک کو ہوا تھا۔ اور جسم مبارک اپنی جگہ سے مفقود نہیں ہوا تھا علامہ ابن القیم رح لکھتے ہیں۔ کہ اسراء روحی اور خواب میں بہت بڑا فرق ہے اسراء روحی سے مراد یہ ہے۔ کہ روح مبارک کو ان جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی۔ اور خواب میں یہ بات نہیں ہوتی۔ یہ درجہ اتم و اکمل اور اشرف و اعلیٰ ہے۔ علمائے جمہور کا قول ہے۔ کہ اسراء بدن اور روح کے ساتھ تھا۔

آج کل فلسفہ نشک کی بنیاد پر عروج جسدی کا انکار بالکل فضول ہے۔ کیونکہ جس قادر مطلق نے اجرام سماویہ سے بھاری بھرکم اجسام کو خلا میں مقام رکھا ہے وہ جسم انسانی کے صغیر جرم کو خلا میں لے جانے کی قدرت بھی رکھتا ہے۔ آج کل سائنس کی طاقت سے ہوائی جہاز اور جہازوں کے اندر سینکڑوں افراد اُڑ رہے ہیں۔ اس لئے خداوند کریم کا اپنے نبی کریم کو سواری براق ملکوت السموات کی سیر کرانا کچھ بھی مستبعد نہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب اپنی معرکۃ الآراء کتاب حجۃ اللہ البالغہ کے صفحہ ۲۸۰ پر رقمطراز ہیں۔

واسریٰ بہ الی المسجد الاقصیٰ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصیٰ تک
ثم الی سدرۃ المنتہیٰ والی | پھر سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک خدا نے
ماشاء اللہ وکل ذلک بجسدہ | چاہا۔ سیر کرائی گئی۔ یہ سب کچھ جسم کے ساتھ
صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ | بیداری میں تھا۔ لیکن یہ ایک مقام ہے جو

ولکن ذلک فی موطن ھو برزخ | مثال اور شہادت کے درمیان برزخ ہے۔
بین المثال والشھادۃ جامع | اور یہ دو عالم مذکورہ (مثال اور شہادت)
لاحکامھما، فظھر علی الجسد | کے احکام کا جامع ہوتا ہے۔ پس جسم پر روح
احکام الروح وتمثل | کے احکام ظاہر ہوئے۔ اور روح اور معانی
الروح والمعانی الروحیۃ | نے جسم قبول کر کے تمثل اختیار کیا۔ اسی لئے
اجساداً ولذلک بان لکل | ان واقعات میں سے ہر واقعہ کی ایک
واقعۃ من تلک الوقائع | حقیقت ہے۔
تعبیرٌ،

* * * *

معراج اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کی ایک ضیافت و عزت افزائی تھی۔ اس کے ذریعے رب العالمین نے آپ کو اس قدر اونچا کیا۔ کہ افضل الملائکہ (جبرائیل) بھی پیچھے اور نیچے رہ گئے اور ایسے مقام تک سیر کرائی جو کائنات کا منتہیٰ ہے۔ جس کے بعد کوئی اور مقام نہیں۔ عارفین حضرات کا قول ہے۔ کہ عرش تک سیر کرانے میں ختم نبوت کیطرف ایک واضح اشارہ موجود ہے۔ جس طرح تمام کائنات عرش پر ختم ہو جاتی ہیں۔ نبوت و رسالت کے تمام کمالات آپ پر ختم ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ وہ غلام احمد قادیانی کی طرح دجال، کذاب اور ملعون ہوگا۔

معراج کے لطیف مطالب

واقعہ معراج محض ایک جزئی واقعہ نہ تھا۔ جس میں آپ کو قدرت خداوندی کی بڑی بڑی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔ بلکہ یہ بہت ہی بلند و بالا اور لطیف مطالب و معانی کا ایک مرقع ہے۔ اس واقعہ کے متعلق نازل شدہ سورتیں (الاسراء، النجم) یہ اعلان کرتی ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں قبلوں کے نبی، مشرق و مغرب کے امام اور پیشرو، تمام انبیاء کرام کے وارث اور بعد میں آنے والی پوری نسل کے رہبر و رہنما ہیں۔ آپ کی شخصیت اور آپ کے سفر معراج میں مکۃ المکرمہ..... بیت المقدس سے اور مسجد حرام مسجد اقصیٰ سے ہمکنار ہو گئی۔ تمام انبیاء نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ اور یہ دراصل آپ کے پیغام کی عمومیت، آپ کی امامت کی ابدیت اور ہر طبقہ انسانی کے لئے آپ کی تعلیمات کی ہمہ گیری اور صلاحیت کی علامت و دلیل تھی۔

واقعہ معراج سے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا

صحیح تعارف ہوتا ہے۔ وہاں اس امت کے اصل مقام اور حیثیت عرفی کا تعین بھی ہوتا ہے۔ جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس پیغام و دعوت اور کردار کی پردہ کشائی بھی ہوتی ہے۔ جو اس امت کو اس چار دانگ عالم میں انجام دینا ہے۔

واقعہ معراج اس دعویٰ کی ٹھوس دلیل ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان قومی اور سیاسی رہنماؤں سے کوئی تعلق نہیں۔ جن کی کوششیں محض اپنی قوم اور ملک کے ارد گرد گھومتی پھرتی ہیں۔ اور جو صرف انہی نسلوں اور قوموں کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ جن سے اُن کا تعلق ہوتا ہے۔ جن کا اثر اسی ماحول تک محدود ہوتا ہے۔ جس میں وہ پیدا ہوئے ہیں۔ آپؐ کا تعلق اس گروہ اور جماعت سے ہے۔ جو روئے زمین پر افضل ترین جماعت ہے۔ جو آسمان کا پیغام زمین والوں کو اور خالق کا پیغام مخلوق تک پہنچاتی ہے۔ اور جس سے پوری نوع انسانی سرفراز و سربلند ہوتی ہے۔

اسباب ہجرت

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حج کے دوران تبلیغ اسلام کی مہم پر روانہ ہوئے۔ آپؐ نے رات کی تاریکی میں مکہ سے چند میل دور مقام عقبہ پر لوگوں کو باتیں کرتے ہوئے سنا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ چھ آدمی مصروف گفتگو ہیں۔ آپ نے ان کے سامنے خدائے قدوس کی عظمت و جلال کا بیان شروع کیا۔ بتوں سے اُن کو نفرت دلائی۔ قرآن مجید کی تلاوت سے ان کے دلوں کو زندہ کر دیا۔ یہ لوگ اگرچہ بت پرست تھے لیکن۔ یہودیوں کو کئی بار یہ کہتے سنا تھا۔ کہ عنقریب ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت آپ کی تصدیق کی۔ مشرف باسلام ہو گئے۔ اور آپؐ سے یہ عرض کیا۔ کہ ہم جس قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ حد درجہ شریر اور فساد پھیلانے والی ہے۔ شاید آپ کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کو متحد کر دے ہم وہاں جا کر ان کو اس معاملے سے آگاہ کریں گے۔ اور اس کی دعوت دیں گے۔ آپ بھی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں۔ اگر انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ تو پھر آپؐ سے بڑھ کر کوئی عزت والا نہ ہوگا۔

مدینہ پہنچ کر ان حضرات نے اپنے دیگر بھائیوں کو پورے معاملہ سے آگاہ کیا۔ انہیں اسلام کی دعوت دی۔ نتیجتاً ان کی قوم اور برادری میں دین اسلام کی خوب اشاعت ہوئی۔ انصار کے جتنے گھر وہاں آباد تھے۔ تقریباً ہر گھر میں آپ کا چرچا ہونے لگا۔

بیعتِ عقبہ اولیٰ

دوسرے سال جب حج کا موقع آیا۔ تو انصار کے بارہ آدمی عقبہ اولیٰ میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کے فیضان سے دولت ایمان حاصل کی۔ ان حضرات نے جن باتوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی وہ یہ ہیں۔

① ہم خدائے واحد کی عبادت کریں گے۔

② ہم چوری اور زناکاری نہیں کریں گے۔

③ ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔

④ ہم تہمت لگانے اور چغلی کھانے سے دور رہیں گے۔

⑤ ہم نبیؐ کی اطاعت ہر ایک اچھی بات میں کیا کریں گے۔

جب ان لوگوں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کو ان کی تعلیم کے لئے ان کے ساتھ کر دیا۔

مدینہ میں اسلام کا فروغ

حضرت مصعبؓ نے مدینہ میں اسعد بن زرارۃ کے گھر قیام فرمایا۔ مدینے والے انہیں "المقری" (پڑھانے والا) کہا کرتے تھے۔ حضرت مصعبؓ نے دعوت و تبلیغ کا کام شروع کیا اوس و خزرج کے گھرانے دولت ایمان سے مالا مال ہونے لگے۔ پہلے سعد بن معاذ رضؓ اور اسید بن حضیر اسلام لائے یہ دونوں اوس کی شاخ بنی الاشہل سے متعلق تھے۔ اور اپنی قوم کے سردار تھے۔ بعد ازاں بنی الاشہل کا پورا قبیلہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا باقی نہ بچا جہاں کچھ مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہوں

بیعتِ عقبہ ثانیہ :-

حضرت مصعبؓ کی تعلیم و تبلیغ سے اسلام کا چرچا تمام قبیلوں میں پھیل گیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگلے سال انصار کے کچھ مسلمان مشرکین کی ایک جماعت کے ساتھ جو حج کی غرض سے جا رہی تھی۔ مکہ پہنچے۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ میں بیعت کا وعدہ کیا۔ جب وہ حج سے فارغ ہوئے تو رات کی تاریکی میں ایک گھاٹی کے قریب جمع ہوئے۔ ان سب کی تعداد تہتر تھی۔ جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا عباس رضؓ کو ساتھ لئے وہاں جا پہنچے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو فرمائی۔ قرآن مجید کی تلاوت کی جس کے سننے سے ان کے دل ایمان و ایقان کے نور سے معمور ہو گئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں تم سے اس پر بیعت لیتا ہوں۔ کہ تم میرے ساتھ حفاظت و خیال کا وہی معاملہ کرو گے۔ جو اپنی اولاد کے ساتھ کرتے ہو۔ انہوں نے آپ سے بیعت کی۔ پھر انہوں نے عرض کیا۔ اے خدا کے رسول! ہمیں تو ہماری تسلی فرما دیجیے کہ حضورؐ ہم کو کبھی چھوڑ نہ دیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں۔ میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا۔ میں تم سے ہوں۔ اور تم مجھ سے ہو۔ جس سے تم جنگ کرو گے اس سے میں بھی جنگ کروں گا۔ جس سے تم صلح کرو گے۔ اس سے میں بھی صلح کروں گا۔ اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بارہ حضرات کا انتخاب فرمایا۔ اور ان کا نام نقیب رکھا۔ ان میں سے نو کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور تین قبیلہ اوس کے ممبر تھے۔

مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی

عقبہ ثانیہ کی بیعت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام مسلمانوں کو جنہیں کفار مکہ نے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا ہوا تھا یہ حکم دیا کہ وہ مدینہ کی طرف ہجرت کریں۔ اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ اللہ جل شانہٗ نے تمہارے لئے کچھ بھائی اور گھر مہیا کر دیئے ہیں۔ جہاں تم امن کے ساتھ رہ سکتے ہو۔ یہ سن کر مسلمان جماعتیں بنا بنا کر مدینہ کا رخ کرنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہجرت کے متعلق حکم الٰہی کے منتظر رہے۔ ان ایمان والوں کو اہل و عیال، گھر بار اور خاندان و تجارت کے چھوڑ کر جانے کا ذرا غم نہ تھا۔ بلکہ خوشی یہ تھی۔ کہ مدینہ جا کر خدائے وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت آزادی سے کر سکیں گے۔ ہجرت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ مکۃ المکرمہ میں دو آدمیوں کو چھوڑ کر صرف وہی باقی بچا جو کسی معذوری سے نہیں جا سکا۔ یا وہ کسی آزمائش اور فتنہ میں پڑ گیا۔ یہ دو اصحاب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما تھے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

روسائے قریش کی کمیٹی کا اجلاس

اب قریش نے یہ سوچا کہ مکۃ المکرمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حامیوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہم اس کے ساتھ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ذہن میں یہ بات بھی آئی۔ کہ مدینۃ المنورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر حامی و مددگار پیدا ہو گئے ہیں۔ کہ اگر آپ وہاں تشریف لے گئے۔ تو پھر آپؐ پر کوئی بس چل نہ سکے گا۔ یہ سوچ کر وہ سب لوگ دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ اور اس مسئلہ پر بحث و تمحیص کی۔ اس اجلاس میں نجد کا ایک تجربہ کار بوڑھا بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اور قریش کے مشہور مشہور قبائل کے سردار بھی شریک تھے۔ مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔ بالآخر ابوجہل نے ایسی تدبیر بتائی۔ جسے تمام جلسہ نے بالاتفاق منظور کر لیا.....

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی تدبیر

ہر ایک قبیلے سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے۔ یہ سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کر لیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لئے باہر نکلے۔ اس وقت یہ سب مل کر یکبارگی آپؐ پر حملہ آور ہوں۔ اس طرح یہ خون سارے قبائل میں تقسیم ہو جائیگا۔ اور اجتماعی حیثیت اختیار کرے گا۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ بنی عبد مناف ساری قوم سے جنگ کا خطرہ مول نہ لیں گے۔ اور نہ ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چاہنے والے کچھ شر و فساد اٹھا سکیں گے۔

انسانی تدبیر کے مقابلے میں الٰہی تدبیر

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے اس ناپاک عزم صمیم سے آگاہ کر دیا۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ آپ کے بستر پر چادر اوڑھ کر اطمینان سے سو جائیں۔

ادھر یہ پارٹی اپنے عزم کو پورا کرنے کے لئے دروازے پر تیار کھڑی تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور ان دل کے اندھوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہوئے۔ سورۃ یٰسین پڑھتے ہوئے صاف نکل گئے۔ ان میں سے کسی نے بھی آپؐ کو جاتے نہ دیکھا۔

دریں اثنا کسی آنے والے نے آواز دی کہ تم لوگ کس کے انتظار میں کھڑے ہو۔ انہوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں، اس نے کہا۔ بدنجتو! وہ تو جا چکے اور اپنے کام کے لئے روانہ ہو گئے۔ انہوں نے جھانک کر دیکھا کہ کوئی شخص بستر پہ لیٹا سو رہا ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہٗ بستر سے اٹھے۔

یہ دیکھ کر ان کا سر شرمندگی سے جھک گیا۔ اور خائب و خاسر ہو کر رہ گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت عطا فرما دی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا "الصحبۃ یا رسول اللہ" آپ نے فرمایا الصحبۃ ہاں آپ ہی رفیق ہوں گے۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں خوشی کے مارے بہنے لگیں۔ انہوں نے جلدی سے سفر کا ضروری سامان درست کیا۔ اسماء بنت ابوبکر نے اپنا کمر بند کاٹ کر ستوؤں کے تھیلے کا منہ بند کر لیا۔ رات کی تاریکی میں دونوں بزرگوار چل پڑے۔ مکہ سے چار پانچ میل کے فاصلے پر کوہ ثور ہے۔ جس کی چڑھائی سر توڑ ہے۔ راستہ بڑا کٹھن تھا۔ نکیلے پتھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کو زخمی کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بے چینی اور بے تابی کا عجیب حال تھا۔ کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے، کبھی دائیں جانب آتے اور کبھی بائیں بالآخر آپ نے دریافت فرمایا۔ ابوبکر کیا ہے! کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) جب یہ خیال آتا ہے۔ کہ کہیں پیچھے کی طرف سے تو کوئی آپ کی تلاش میں نہیں آ رہا۔ تو پیچھے چلتا ہوں۔ اور جب یہ خیال دامن گیر ہوتا ہے۔ کہ کہیں کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو۔ تو آگے چلتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ ابوبکر! کیا تم یہ سب کچھ مجھے بچانے کی کر رہے ہو؟ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ قسم ہے خدائے پاک کی۔ مجھے صرف اور صرف آپ کی حفاظت کا خیال ہے۔ اور کچھ نہیں۔ جب یہ دونوں حضرات غار تک پہنچے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اندر جا کر غار کو خوب صاف کیا۔ پھر آپ اندر تشریف لے گئے۔

جب دونوں غار میں داخل ہو گئے۔ تو حکم خداوندی کے مطابق ایک مکڑی نے آ کر غار کے منہ پر درخت میں جال بن دیا۔ اس کے ساتھ دو جنگلی کبوتروں نے آ کر وہاں ٹھکانا بنا دیا۔

انسانی تاریخ کا نازک ترین مرحلہ

جب مشرکین مکہ کو معلوم ہوا۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ تو فوراً آپ کا تعاقب شروع ہوا۔ یہ انسانیت کے طول و طویل سفر کا سب سے نازک اور فیصلہ کن مرحلہ تھا۔ یا تو ایک ایسی بدنصیبی سامنے تھی۔ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ یا ایک ایسی خوش نصیبی کا آغاز ہونا تھا جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ تعاقب کرنے والے پھٹی ہوئی آنکھیں لے کر غار کے منہ پر پہنچ گئے۔ ان کی متلاشیانہ نظریں ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں۔ لیکن سچ ہے۔ جسے خدا رکھے اسے کون چکھے۔

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے۔
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔

صرف اتنی دیر باقی ہے کہ ان میں سے کوئی نیچے دیکھ لے۔ لیکن خدا کی قدرت ان کے اور اس اقدام کے درمیان حائل ہے۔ مکڑی کا جالا دیکھ کر ان کا ذہن ادھر بالکل نہیں جا رہا۔ کہ اندر کوئی ہو سکتا ہے۔ رب العالمین نے واقعہ مذکورہ کے متعلق ارشاد فرمایا۔ "فانزل اللہ سکینتہ علیہ وایدہ بجنود لم تروھا" (پس خدا نے ان پر تسکین نازل فرمائی۔ اور ان کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہیں آتے تھے۔

دریں اثناء ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اوپر دیکھا۔ تو مشرکین کے آثار دیکھ کر کہنے لگے رسول خدا! اگر ان میں سے کسی نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔ تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا "ما ظنک باثنین اللہ ثالثھما" ان دونوں کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے۔ جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں سراقہ کی روانگی:۔

قریش جب ہر طرف سے مایوس ہو گئے۔ اور انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ تو یہ اعلان کر دیا۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اس کو سو اونٹنیاں انعام میں دی جائیں گی۔

تین راتیں غار ثور میں گزارنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر سے دو اونٹنیاں آ گئیں۔ جنہیں اس مقصد کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو گئے۔ جب کہ دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقط سوار ہو گئے۔

دلیل راہ نے درمیانی راستہ چھوڑ کر سمندر کے کنارے کنارے چلنا شروع کیا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رابغ کے موجودہ قلعہ اور ساحل بحر کے درمیانی میدان سے گزر رہے تھے۔ تب سراقہ بن مالک بن جعشم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعاقب کیا۔

سراقہ نیت ہی تھا خود ہاتھ کے ساتھ نیزہ تانے ہوئے بدن پر ہتھیار سجائے ہوئے اپنی گھوڑی پر ہوا سے باتیں کرتا جا رہا تھا۔ کہ اس کی نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑ گئی۔ اس نے بزعم خود یقین کر لیا۔ کہ اب وہ کامیاب ہی کامیاب ہے۔ لیکن اس کے گھوڑے کو اچانک ٹھوکر لگی۔ اور وہ زمین پر گر پڑا۔ سو اونٹنیوں کی لالچ اب بھی اس کے دل میں راسخ ہے۔ فوراً اٹھا۔ اور سوار ہو کر آپ کے نشانات پر آگے بڑھتا رہا۔ دوسری مرتبہ گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی۔ سراقہ گر گیا۔ اور آپ کے ذہن میں یہ بات بھی آگئی۔ کہ حفاظت الٰہی پر غالب آنا محال ہے۔ لیکن ابھی تک ذہن صاف نہیں ہوا تھا۔ پھر سوار ہوا اور تعاقب شروع کیا۔ یہاں تک کہ یہ حضرات اس کو سامنے نظر آگئے۔ عین اس وقت گھوڑے نے سخت ٹھوکر کھائی۔ اور اس کے دونوں اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔

سراقہ گر پڑا۔ اور اب اس نے سمجھ لیا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی حمایت میں ہیں۔ اور انہیں گزند پہنچانا امر محال بلکہ ناممکن ہے۔ اس نے زور سے آواز دی۔ اور کہا میں سراقہ بن جعشم ہوں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیجئے۔ آپ نے ابوبکر صدیق رضؓ سے فرمایا۔ اس سے پوچھیئے۔ کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ سراقہ نے کہا۔ آپ مجھے ایک تحریر دے دیں۔ جو ہمارے درمیان یادگار کے طور پر رہے۔ عامر بن فہیرہ نے جھلی پر ایک تحریر لکھ کر اس کے حوالے کی۔ عین اس حال میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس دن کی طرف جاتی ہے۔ جب آپ کے غلام کسریٰ کا تاج اور قیصر کا تخت آپ کے پاؤں کے نیچے ہوگا۔ آپ نے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اس درخشاں روشنی کی پیشگوئی فرمائی۔ ارشاد ہوا سراقہ! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تم اپنے ہاتھ میں پہنو گے۔ اگرچہ کوتاہ بین اور کم عقل لوگوں نے اسے ایک امر محال سمجھ کر اس وقت انکار کر لیا۔ لیکن نگاہ نبوت دور کو قریب دیکھ رہی تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کسریٰ کے کنگن اور تاج حاضر کیا گیا۔ تو انہوں نے سراقہ کو بلا کر اس سے نوازا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضؓ دوران سفر ام معبد کے پاس سے گزرے۔ آپ نے خیمہ کے گوشہ میں ایک بکری دیکھی۔ پوچھا یہ بکری کیوں کھڑی ہے؟ ام معبد نے کہا کمزور ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر اجازت ہو۔ تو ہم اس سے دودھ دوھ لیں۔ ام معبد کہنے لگیں۔ اگر حضورؐ کو دودھ معلوم ہوتا ہے۔ تو دوھ لیجئے۔ آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اللہ کا نام لیا۔ اور دعا کی۔ چنانچہ اسی وقت دودھ تیزی سے جاری ہوگیا۔ آپ نے وہ دودھ اپنے ساتھیوں اور ام معبد کو پلایا۔ یہاں تک کہ وہ خوب سیر ہوگئے۔ پھر خود نوش فرمایا۔ پھر ان حضرات نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ قبا تک پہنچ گئے۔ جو مدینہ کے مضافات میں ہے۔ یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ کا ہے۔ اور اسی سے اسلامی کیلنڈر اور تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔

بقیہ : قادیانی سوال کا جواب

پر جھوٹ باندھے۔ اور کہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ نہ ہوتی ہو۔ اے نبی تو دیکھے ان کی درگت جب مرتے ہیں یہ موت کی بے ہوشی میں۔ اور فرشتے پھیلا رہے ہاتھ کہ نکالو اپنی جانوں کو۔ آج بدلے تم کو عذاب ذلیل کرنے والا۔ بسبب اس کے کہ تم خدا پر جھوٹ باندھتے تھے۔"

(ب) پارہ ۱۴ سورہ نحل رکوع ۱۵ "تحقیق مفتری نجات نہیں پائیں گے انہیں نفع تھوڑا ہے اور عذاب دردناک۔"

(ج) پارہ ۱۶ سورہ مریم رکوع ۵ "کہہ دے اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) گمراہی کے مجرموں کو بعض اوقات خدا تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس عذاب موت تک پہنچ جائیں۔ جو انہیں دیا گیا ہے۔

ابلیس لعین

ایک ابلیس لعین کو ہی دیکھئے کہ اس کو قیامت تک ڈھیل دی گئی ہے۔ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيلِ ..... الخ والی آیت کی ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از دعویٰ نبوت ۲۳ سال تشریف فرما رہے۔ تو پھر بقول شما ۲۳ سالہ مدت کی حجت کیا رکھ کر کس طرح پیش ہو سکتی تھی۔

(۶) بفرض محال اگر آپ کا استدلال مان بھی لیا جائے تو ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کو کفر قرار دیا ہوا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ ۱۹۰۸ء میں موت کا شکار ہوگئے۔ اب بتایئے آپ کا ۲۳ سالہ معیار کہاں گیا۔

ربوہ نامہ

ربوہ کانفرنس

ضبط و ترتیب: منظور احمد الحسینی

جناب علی غضنفر کراروی کے بعد مولانا فضل الرحمٰن احرار سیالکوٹی کو دعوت سخن دی گئی۔ آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد

کچل دو اس شجر کو جو نخوت کا ثمر لائے ۔۔۔ کچل دو ان سروں کو جن میں نخوت پرورش پائے
ملا کر خاک میں رکھ قصر و قار سلطانی ۔۔۔ تمہارے در پہ جھک جائے شہنشاہوں کی پیشانی

حضرت یہ کیسا موسم ہے یہ کس طرح آیا، کون لایا؟ ہم کیسے یہاں پہنچے، یہ اللہ کا فضل ہے جس کا اظہار ہو رہا ہے، یہ ربوہ کے بخاری ان کے تصور میں تھا؟ کہ یہ جیلیں کاٹنے والے، ہتھکڑیاں پہننے والے، پھانسیوں کے تختوں پر چڑھنے والے ہجوم کو آواز دینے والے ایک بہادر جرنیل، حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جرنیل رضاکار، یہ ربوہ کے غرور کو توڑ دیں گے، یہ ربوہ کی طاقت کو مسل دیں گے، یہ انگریزی قوت کو پاش پاش کر دیں گے، آج وہ نقشہ آپ دیکھ رہے ہیں۔

؎ اسیر چھوٹے تو بدلا ہوا سماں پایا ۔۔۔ وہ شاخ پائی چمن میں نہ آشیاں پایا۔

بشیر الدین محمود کہاں گیا وہ مرزا ناصر کہاں ہے، سب موت کی نذر ہو گئے مجلس احرار کے بہادر زندہ ہیں، آج بخاری رحمہ اللہ کی روح جنت میں خوش ہے۔ مجاہدو! موت سے کھیلنے والو! غور سے سنو! آج سے کئی سال پہلے ۱۹۳۴ء میں قادیان کی زمین میں کھڑے ہو کر انگریزی نبی، پادری نبی، انگریز کا ایجنٹ اور ان کا خود کاشتہ پودا کی قلعی حضرت بخاری اور ان کے رضاکاروں نے کھول دی اور انگریز کے غرور کو توڑ رکھ دیا تھا۔

؎ زندگی سیل حوادث سے ہے ٹکرانے کا نام ۔۔۔ ڈوب جا موجوں میں ساحل کے کناروں سے نہ کھیل

یہ چند بندے مفلسی کی گود کے پالے ہوئے، سینہ آباد ہے کندھوں پہ کفن ڈالے ہوئے

علماء حضرات! آج آرام سے آپ یہاں بیٹھے ہیں، انہیں جھولداریوں میں احرار رضاکار ایسے بیٹھتے تھے۔ جیسے چاق و چوبند فوجی بیٹھے ہیں۔ آج اسی طرح پھر سے تمہیں اٹھنے کی ضرورت ہے۔ ہماری نئی نسل کو کیا پتہ ہے۔ کہ موسم کیسے بدلے ہیں۔ انگریز نے آزادی کی موومنٹ کو روکنے کے لئے طرح طرح کے فتنے کھڑے کئے جہاں اس نے برصغیر میں اپنا ایک پالتو نبی بنایا وہاں اس نے ایک راجپال پیدا کیا، نتھو رام پیدا کیا، سردھانند پیدا کیا، یورپ سے پادری لائے گئے اور عیسائی موومنٹ شروع کی گئی، مسلمانوں کو دہریہ بنانے کی کوشش کی گئی۔ بزرگان دیوبند کفن باندھ کر میدان میں نکلے ایک طرف پادریوں سے مقابلہ ہے تو دوسری طرف راجپال اور شردھانند سے مقابلہ ہے اور پیر بخاری رحمہ اللہ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمہ اللہ یہ لوگ آج جنتوں میں بہاریں لے رہے ہوں گے، کہیں ان کی تقاریر سے غازی علم الدین پیدا ہوا، کہیں غازی عبدالقیوم پیدا ہوا جس نے کراچی کی عدالت میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے بے ایمان کو قتل کر دیا کہیں محمد صدیق قصوری پیدا ہوا یہ حضرات شہادت کے مرتبے پا کے گذر گئے اس وقت مجلس احرار نے انگریز سے بغاوت کی، روح میں، جسم میں، گفتار میں بغاوت ہی بغاوت بھری تھی۔ انہوں نے لوگوں کو بغاوت سکھائی اور پڑھائی، اور انگریزوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کی توپوں کے منہ بھر دیئے گولیوں کے رخ موڑ دیئے۔

؎ قسم انکی جو زیر سایہ شمشیر رہتے ہیں ۔۔۔ قسم ان کی جو چڑھ کر دار پر حق بات کہتے ہیں۔

آج آپ یہاں ربوہ میں بیٹھے ہیں، یہ مولانا حبیب الرحمٰن کی قربانیوں کا فیض ہے یہ بخاری کی زنجیریں، ہتھکڑیں، مقدمات، پھانسی کے تختے نے ہمیں اس مقام تک پہنچایا ہے وہ حضرات ہمارے لئے منزلیں آسان کر کے رخصت ہو گئے اور ہمارے بزرگوں نے انگریز پادری کے غرور کو توڑ دیا، مرزائیوں کے غرور کو ختم کر دیا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ربوہ کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں

جس مرزا غلام نے امت مسلمہ کو گالی دی ہو، سیدہ فاطمہؓ کی توہین کی ہو اور حضرت حسینؓ شہید کربلا پر گند اچھالا ہو۔ تمام مسلمانوں، امیروں وزیروں، مرد و زن عوام اور خواص کو ولد الزنا، کنجریوں کی اولاد کہا ہو تو ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم ان کی زبانوں کا محاسبہ کریں، ان کی رسائل و جرائد اور کتابوں کا محاسبہ کریں، اس کذاب کی تحریفوں کا محاسبہ کریں، قدرت کے فیصلے تبدیل نہیں ہوں گے، انشاء اللہ ان کو ربوہ چھوڑ کر ایک نہ ایک دن جانا پڑے گا۔ مولانا فضل الرحمان احرار کے بعد مولانا قاضی محمد مشتاق خطیب جامع مسجد مانسہرہ کو دعوت سخن دی گئی آپ نے اپنی تقریر کے دوران مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کا واقعہ سنایا، کہ ایک مرتبہ آپ بالاکوٹ مرزائیوں کے مقابلے کے منعقدہ کانفرنس میں خطاب کے لئے جا رہے تھے کہ مانسہرہ پہنچتے ہی خبر ملی، آپ کا اکلوتا بیٹا زین العابدین انتقال کر گیا ہے تو آپ نے فرمایا اسے دفنا دو، میں بالاکوٹ جا رہا ہوں، اگر میں نہ گیا تو کل قیامت کو اگر حضورﷺ فرمائیں کہ ہزاروی! ادھر میری ختم نبوت کے منکر اودھم مچا رہے تھے

ختم نبوت کے خلاف محاذ قائم کئے ہوئے تھے اور تو بیٹے کی حیثیت کے لئے رک گیا تھا تو میں کیا جواب دوں گا۔ ایسے ہزاروں لخت جگر حضور کی ختم نبوت پر قربان کر سکتا ہوں۔

آخری اجلاس

آخری اجلاس مورخہ ۸ ستمبر بعد از نماز عشاء حضرت امیر مرکزیہ مولانا خان محمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کے بعد سب سے پہلے مولانا محمد احمد صاحب لدھیانوی نے ملک میں اتحاد و اتفاق کی فضا قائم رکھنے کے لئے ایک قرارداد پاس کی جو منظور کی گئی۔ آپکے بعد مولانا جمال اللہ الحسینی نے اوباڑو سندھ میں رونما ہونے والے واقعات کو بیان کیا مبلغ اسلام آباد مولانا عبدالرؤف نے خطاب فرمایا، دس بجے مولانا کریم بخش صاحب کو دعوت سخن دی گئی خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ قادیانیوں نے جو جو خرافات اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں۔ وہ آپ دو دن سے سن رہے ہیں، مرزا غلام احمد نے نبوت کے دعویٰ کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ میں خدا ہوں۔ جیسا کہ "آئینہ کمالات" کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے یہ بہاء اللہ ایرانی کے نقش قدم پر چلا ہے اگر غور سے دیکھا جائے کہ دونوں کے دعاوی ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں، نیز مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن مجید میں لفظی اور معنوی تحریف کی ہے۔ جو جو القابات، اعزازات آنحضرتؐ کے لئے مستعمل ہوتے مرزا نے ان کو اپنے اوپر فٹ کر لیا۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کا تمام لٹریچر ضبط کیا جائے۔ آپکے بعد مولانا ضیاء الدین آزاد ۳ منٹ کے لئے تشریف لائے آپ نے قادیانیوں کے اسرائیلی مشن کے بارے میں آگاہ فرمایا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ حکومت اس بات کا جلد سے جلد نوٹس لے۔ مولانا نے فرمایا کہ ہمارا دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ مرزائیوں کے لئے عدالتی حلف نامہ کے لئے علیحدہ عبارت تجویز کی جائے کیونکہ عدالتوں میں جب مقدمات چلتے ہیں تو حلف نامہ بھی لیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ لوگ حلف کس طرح سے اٹھاتے ہیں۔ حکومت اس بارے میں جلد حکم جاری کرے اور ان کے لئے علیحدہ حلف نامہ تجویز کرے۔

مولانا کے بعد صاحبزادہ امداد الحسن کو دعوت دی گئی آپ نے خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا: میں اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں حضرت امیر مرکزیہ مدظلہم، مولانا تاج محمود صاحب اور جملہ کارکنان و مبلغین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اس اجتماع اور کانفرنس کو دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو وہاں یہودیوں کا تسلط تھا۔ آہستہ آہستہ ان کا تسلط ختم ہونا شروع ہوا ایک وقت ایسا آیا کہ یہودیوں کو وہاں سے نکال باہر کیا گیا۔ اسی طرح آج انشاء اللہ محمدؐ کے غلام یہاں جمع ہیں۔ آنے والا وقت بتلائے گا۔ کہ ان قادیانیوں کو ایک دن اپنی اسٹیٹ چھوڑنی ہوگی اور یہودی مدینہ والے تو خیر بھاگ گئے تھے۔ لیکن اے قادیانیو! تمہارے لئے پھر کوئی خیر نہ ہوگا، سوائے مولانا تاج محمود کے قدموں میں جھکنے کے۔

آپ کے بعد مولانا احسان اللہ فاروقی کو دعوت خطاب دیا گیا۔ خطبہ مسنونہ کے بعد آپنے فرمایا۔

ہم ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے : میسر نہ ہوگا تو سر دار کریں گے
جب دہن میں زبان سینہ میں دل ہے : ہم کاذب کی نبوت کا انکار کریں گے

معزز سامعین: وہ لوگ مبارکباد کے مستحق ہیں —— جو اپنی زندگیاں تحفظ ختم نبوت کے لئے نچھاور کر گئے اور جنہوں نے اس کانفرنس کا انعقاد فرمایا۔ پاکستان کو بنے ہوئے ۳۵ سال مکمل ہو چکے ہیں شروع سے ہمارے اکابر کی یہ چاہت تھی کہ کب ہم ربوہ میں داخل ہوں گے۔ حضرت مولانا تاج محمود کی قیادت، مولانا شریف جالندھری ناظم مجلس کی بصیرت، مولانا محمد اشرف ہمدانی کی جرات، پیر طریقت حضرت مولانا خان محمد کی سرپرستی کی وجہ سے آج ختم نبوت کا پرچم مسلم کالونی ربوہ میں قصر خلافت (نام نہاد) کے سامنے لہرا دیا گیا ہے۔ آپ کے بعد مولانا نورالحق نور تشریف لائے انہوں نے کہا۔ کہ ربوہ میں محض اس غرض سے آیا ہوں کہ میرا آنا میری نجات کا ذریعہ بن جائے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے میرا یہاں آنا آخرت کا توشہ بنا دے۔ آپکے بعد راؤ عبدالمنان نے دلولہ انگیز خطاب فرمایا۔ ان کے بعد مولانا عبدالمجید کو دعوت خطاب دی گئی انہوں نے کہا قائد تحریک مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا خان محمد صاحب، مولانا تاج محمود صاحب، مولانا محمد شریف صاحب و دیگر علمائے امت، بزرگان گرامی قدر اور عزیز دوستو! مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے بھی بالخصوص حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی طرف سے بھی، ہمیں اس پروگرام میں شرکت کے لئے حکم ہوا اور ہم رات اس وقت کراچی سے یہاں تک حاضر ہوئے اور بہت مختصر سے وقت میں چند باتیں آپ سے کر کے رخصت ہو جاؤں گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ چار صاحبزادیوں کے باپ ہیں قرآن نے وضاحت کی "من رجالکم" مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار فرزندان ارجمند بھی ہیں۔ اور قرآن مجید نے مزید وضاحت کی ہے "من رجالکم" ایسا مرد جو سن بلوغ تک پہنچ چکا ہو "ولکن رسول اللہ" وہ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں کچھ انداز بیان یوں محسوس ہوا۔ کہ جیسے کسی مرد کا باپ ہونا اور رسول ہونا۔ یہ متضاد باتیں ہیں جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ انبیاء ورسل بیک وقت مردوں کے باپ بھی ہیں اور اللہ کے پیغمبر بھی ہیں، رسول بھی ہیں تو قرآن کریم نے مزید وضاحت کر دی ہے "وخاتم النبیین" وہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے آخری نبی ہیں۔ قرآن کریم کے اس اسلوب کو بیان کیا۔ جو بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ اگر کے

ربوہ نامہ

نقطہ نظر سے بھی، قرآن مجید کے حکیمانہ اسلوب بیان کے نقطہ نظر سے بھی وہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا جو حد بلوغ تک پہنچے۔ اور مرد کہلا کر رسول اکرم سے پسری نسبت رکھتا ہو اسے اس دنیا میں نہیں چھوڑا۔ حضورؐ کے چاروں فرزند بچپن میں چلے گئے۔ اس لئے کہ کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا جبکہ وہ معاشرے میں مثالی حیثیت رکھتا ہو ظاہر ہے کہ جو رسول کا بیٹا ہوگا۔ اس کی حیثیت مثالی ہی ہوگی وہ جب سوسائٹی میں چلتا پھرتا نظر آئے۔ تو کسی کی زبان سے یہ نہ نکل جائے۔ کہ یہ نبی جا رہا ہے جیسے چوہدری کے بیٹے کو لوگ چوہدری کہتے ہیں خان کے بیٹے کو لوگ خان کہتے ہیں سید کے بیٹے کو لوگ سید کہتے ہیں۔ کسی کی زبان پر یہ جملہ نہ آجائے۔ محمدؐ کے بعد کہ حضور کا بیٹا سراپا ہوتا ہے۔ یہ نبی جا رہا ہے۔ تو ردائے ختم نبوت پر خفیف سا سہی مگر داغ معلوم ہو سکتا تھا تو غیرت خداوندی نے اسے برداشت نہ کیا۔ اپنے محبوب کے بیٹے چاروں بچپن میں سنبھال لئے لیکن اپنے محبوب کے بعد کسی پر نبوت کی نسبت برداشت نہ کی۔ یہ خدا کی بات ہے اب رسولؐ کی بات سنئے۔ حضورؐ نے فرمایا میرے بعد اگر کوئی اس مسند پر آنے والا ہوتا تو میرا یہ شاگرد، میرا یہ معتمد رفیق ابن خطاب اس قابل تھا کہ اس کے سر پر نبوت کا تاج رکھ دیا جاتا۔ پوری امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ انبیاء کے بعد پوری انسانیت میں حضرت صدیق اکبرؓ سینئر ہیں، افضل ہیں۔ لیکن رسول کریمؐ نے صدیق اکبر کے لئے یہ بات نہیں کہی۔ فاروق اعظم کے لئے کہی۔ اس پر ہمارے اسلاف نے بڑا حسین تجزیہ کیا ہے۔ کہ مسند نبوت پر بیٹھنے والے کے لئے جن خصوصیات کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ تمام جلی وخفی خصوصیات حضرت فاروق اعظم میں اللہ نے جمع کر دیں۔ بظاہر تو وہ جلالی تھے۔ لیکن ان میں جمال بھی اتنا بدرجہ اتم تھا کہ ایک ہونے کے باوجود ایک انجمن تھے۔ رسولؐ اکرم نے فرمایا۔ میرے بعد اگر کوئی اس منصب پر آنا ہوتا۔ تو عمرؓ اس لائق تھا کہ اسے نبی بنایا جاتا۔ ارشاد رسولؐ کی روشنی میں آپ نے یہ بھی اندازہ کر لیا ہوگا۔ کہ بارگاہ رسالت میں عمرؓ کا کیا مقام تھا۔ اور بارگاہ الوہیت میں عمرؓ کا یہ مقام ہے کہ اس کی تجویز پر اور اس کی رائے پر، اس کے مشورے پر عرش بریں پر قرآن کی بارش ہوتی ہے یہ بارگاہ رسالت میں مشورہ عرض کرتا تھا، اور عرش بریں سے فاروق اعظم کے جذبات قرآن بن کر اترتے تھے، لیکن اس امت نے اسے بھی نبی برداشت نہیں کیا۔ وہ عمرؓ جس کے متعلق رسول اکرمؐ نے فرمایا۔ قیامت تو آسکتی ہے لیکن عمرؓ اور ابلیس (ملعون) کبھی ایک راستے پر جمع نہیں ہو سکتے۔

فاروق اعظمؓ جس راستے پر چل رہا ہوگا۔ ابلیس اس راستے پر قیامت تک نہیں آسکتا۔ فاروق اعظم جس کا دس سالہ دور خلافت، دور رسالت کے بعد اسلامی تاریخ کی جان ہے۔ متاع فخر ہے۔ فاروق اعظمؓ جس کا ذکر قرآن بن جائے فاروق اعظمؓ جو خسر نبی ہے۔ داماد علی ہے۔ فاروق اعظم جو غیرت اسلامی کا مرقع ہے جو فرش زمین پر اسلام کا چلتا پھرتا نمونہ تھے اس امت نے اسے بھی نبی نہیں مانا۔ تو قیامت تک کے لئے کسی اور کے لئے یہ گنجائش کہاں ہے کہ اسے کسی بھی درجہ میں نبی مانا جائے۔ پڑھے لکھے حضرات ارشاد فرماتے ہیں۔ مولانا! تنگ نظری نہیں ہونی چاہیے ذرا ظرف میں وسعت ہونی چاہیے۔ ایک صاحب نے مجھے اسلام آباد میں بھی وسعت ظرفی کا لیکچر دیا۔ اور کہا کہ اگر ذرا سی وسعت ظرفی پیدا ہو جائے تو تلخی مٹ جائے گی اس مسئلہ کی نزاکت پر میں نے پہلے تو اسے دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی، کہ یہاں وسیع الظرفی کی گنجائش نہیں، یہ بہت نازک معاملہ ہے جب اس کی سمجھ میں بات نہیں آرہی تھی۔ تو میں نے کہا۔ کہ آپ کے حقیقی باپ کے مقابلہ میں اگر کوئی آدمی اٹھ کر آپ کے پاس آئے۔ اور کہے کہ میں بھی آپ کا باپ لگتا ہوں تو پھر آپ وسیع الظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کس حد تک اسے برداشت کر لیں گے؟ آپ کے جذبات بے قابو ہو جائیں گے۔ آپ اشتعال میں آجائیں گے۔ اس سے بڑھ کر ہے وہ بات کہ کوئی کسی سے آکے یہ کہے کہ میں تیرا باپ لگتا ہوں اس سے بڑھ کر ہے یہ بات کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی کہے کہ میں بھی کسی درجہ کا نبی ہوں۔ ایسے شخص کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے اور سچے جانشین خلیفہ راشد اول بلا فصل حضرت صدیق اکبرؓ کا کردار قیامت تک کے لئے امت اسلامیہ کے لئے معیار ہے کہ احد، بدر، احزاب، خیبر، یرموک، مدائن، قادسیہ ان تمام جنگوں میں آپ جب تجزیہ کریں گے۔ جناب صدیق اکبرؓ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے روحانی فرزند شاید اتنے جذباتی نہ ہوں جتنے کہ حضورؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف جذبات میں ہوں۔ وہ مقابلہ میں کفر خالص تھا اور نبوت کے دعویٰ کرنے والوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ارتداد سے ٹکر تھی۔ دور رسالت میں کفر کے مقابلے میں مسلمان شہید ہوئے۔ ان کی مجموعی تعداد اتنی نہیں تھی، جتنی کہ دور صدیقی میں۔ اس فتنے کے خلاف شہید ہونے والوں کی تعداد ہے۔

آج ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت تو قرار دے دیا گیا ہے۔ اور تم کیا چاہتے تھے۔ لیکن تیور صحیح نہیں ہوتے۔ طبیعت میں انقباض ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ حضورؐ کے بعد کسی اور شخص کو کسی بھی درجے میں نبی ماننے والا شخص جب یہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرعی مسلمات اور اسلامی قوانین کی حکمرانی ہوگی۔ تو یہ قافلہ یہاں نہیں رکے گا کہ حضورؐ کے بعد کسی کو نبی ماننے والے کی سزا یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے؟ اس کی سزا یہی نہیں، اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا سر اڑا دیا جائے۔ حضور اکرمؐ کے بعد اگر کوئی کسی کو کسی بھی درجے میں نبی یا رسول مانتا ہے تو اس کی سزا غیر مسلم اقلیت قرار دینا نہیں ہے اس کی سزا اس کا سر اڑا دینا ہے فرمایا کہ من بدل دینہ فاقتلوہ، یہ بات تو ابھی ختم نہیں ہوئی۔ مجھے یاد ہے رسالت

کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں ، حضرت بنوری رحمہ کے پاس حضرت شیخ القرآن کے ہاں تعلیم القرآن راولپنڈی راجہ بازار میں تحریک مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا مرکزی اجلاس تھا۔ اس میں ایک رکن کی حیثیت سے میں بھی موجود تھا۔ حضرت بنوری ؒ نے مجلس میں اس ملاقات کا ذکر کیا کہ کچھ دیر پہلے وہ اپنے دور کے وزیر اعظم سے کر چکے تھے حضرت بنوری نے فرمایا کہ مجھ سے اس شخص نے کہا کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لئے کوئی عملی قدم اٹھاؤں تو مجھے خطرہ ہے کہ ملک میں بحران پیدا ہو جائے گا۔ حضرت بنوری ؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جواباً کہا۔ مجھ لیجئے کے لئے تم اس کرسی سے ہٹ جاؤ تمہاری کرسی پر میں بیٹھتا ہوں ، صرف غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دوں گا۔ بلکہ حضور ؐ کے بعد کسی اور نبی ماننے والا وہ چاہے ملک کے کسی بھی گوشے میں کیوں نہ ہو۔ چن چن کر اسے تہ تیغ کر دوں گا۔ اور تجھے دکھاؤں گا۔ کہ اس عمل کے بعد ملک کے کسی کونے میں کوئی بحران پیدا نہ ہو۔ تم یہ کہتے ہو کہ غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے بحران پیدا ہو جائے گا۔ بحران اس سے ہوتا ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غداروں کو اپنی آنکھوں کا نور بنا لیا۔ پاکستان کے تین عناصر ، تینوں کافر و مرتد چوہدری ظفر اللہ ، ایم ایم احمد ، پروفیسر عبدالسلام ، چوہدری ظفر اللہ کون ہے۔ پاکستان کے سب سے پہلے فارن منسٹر اور جو کہ اس تحریک کے بانی جناب محمد علی جناح تھے ، اور محمد علی جناح کے رفقاء کار نے بے پناہ محبت اور عقیدت کا یہ ثبوت دیا۔ کہ جس شخص نے محمد علی جناح کی نماز جنازہ یہ کہہ کر پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کہ یہ غیر احمدی ہے اور ہمارے نزدیک غیر احمدیوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اس کو KEY پوسٹ پر جگہ دی۔ ملک کا اعلیٰ ترین عہدہ دیا۔ پاکستان کی طرف سے نمائندہ تسلیم کرتے ہوئے اسے عالمی جج بنا گیا۔ اور ان لمحات سے اس نے فائدہ اٹھا کر اپنی برادری کے افراد کو پاکستان کے مختلف مگر اہم کلیدی محکموں میں جگہ دلوائی۔ جو آج پوری قوم کے لئے دردسر بنے ہوئے ہیں۔ اور وہ دنیا بھر میں مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کا پرچار کر رہا ہے۔ پچھلے دنوں میں جب یورپ کا دورہ کر رہا تھا۔ اس کا ایک مجھے پمفلٹ ملا۔ جو ہمارے وہاں کے مفتی مقبول احمد صاحب نے گلاسکو میں مجھے دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ جس آئین نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ آج نہ وہ آئین رہا ہے۔ اور نہ وہ فیصلہ کرنے والا وزیر اعظم رہا ہے جبکہ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ وہ آئین بحال ہے۔ وہ ختم نہیں کیا گیا۔ محفوظ ہے میں کہتا ہوں۔ کہ اسے محفوظ رہنا چاہیئے۔ یہ جذبات نہیں ہے۔ انتہائی متانت اور سنجیدگی کے ساتھ ہم یہ بات کہہ رہے ہیں کہ ۱۹۷۳ء کا آئین ، ہمیں اس کی دوسری اجزاء سے کوئی بحث نہیں لیکن اس میں مسئلہ ختم نبوت کے سلسلے میں جو فیصلہ ہوا اور وہ جو شق آئین میں محفوظ ہے اس نکتہ نظر سے وہ اس وقت مقدس دستاویز ہے اور موجودہ حکمران کے پاس امانت ہے۔ اگر اس امانت میں خیانت کی گئی تو یہ قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ظفر اللہ کا طریقہ واردات سنیئے اس دجال کی عادت یہ ہے کہ موقع خواہ ہو وہ حضر ہو جہاز سے اترتے ہی مصلی بچھا کر نماز شروع کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ میں نے لندن سے کوپن ہیگن تک سفر کیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ مردود بھی اسی جہاز میں تھا میں نے دیکھا وہ کھڑا ہوا نوافل ادا کر رہا ہے۔ اب ٹی وی کیمرہ مین ، پریس مین وہ سب کے سب بھاگ کے آئے اور اس کے مختلف پوز لئے ، پگڑی بندھی ہوئی شیروانی شلوار اور وہ مصلیٰ پہ نماز پڑھ رہا ہے۔

بقیہ: قومی اخبارات کا مطالعہ

حکومت قادیانیوں کے اخبار کا ڈیکلریشن منسوخ کرے۔

شہداد پور ۲۶ دسمبر (پ ر) صدر ادارہ الفلاح احمد دین اعوان نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانی اخبار الفضل کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے اور اخبار کے ایڈیٹر مسعود دہلوی کو عبرتناک سزا دی جائے صدر الفلاح نے اپنے بیان میں زور دیا کہ پاکستان واحد ملک ہے جس میں اقلیتی گروپس اس ملک کے بنیادی نظریے اور اس کی جغرافیائی سرحدوں میں ردوبدل کے لئے منظم انداز سے کام کر رہے ہیں اور حکومت ان کی سرگرمیوں کو ۳۵ سال سے نظر انداز ... کر رہی ہے اس لئے حکومت پاکستان دیگر اقلیتی گروپس پر نگاہ رکھنے کے ساتھ قادیانی گروپ پر بھی پابندی عائد کرے کہ وہ اپنے بزرگوں کے لئے اور اکابر اسلام کے لئے مخصوص القابات یعنی صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہ ، رحمتہ اللہ علیہ استعمال نہ کریں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر شائع نہ کریں اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کا نام نہ دیں اور نہ اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کریں۔ حکومت ربوہ کو کھلا شہر قرار دے اور عام مسلمانوں کو بھی وہاں جائیداد بنانے کا حق حاصل ہو۔ اگر کوئی قادیانی تائب ہو کر مسلمان ہو جائے تو اسے قادیانی عزیزوں کی وراثت سے محروم نہ کیا جائے اور تمام اقلیتی گروپس کے افراد کو حکومت پاکستان کے اہم کلیدی عہدوں سے برطرف کر دیا جائے تاکہ پاکستان اپنے اسلامی تشخص کا مظاہرہ اقوام عالم کے سامنے کر سکے۔

بشکریہ روزنامہ جنگ ، ۷ دسمبر ۱۹۸۳ء کراچی

[illegible]

قرآن انجا دسنت کا مطالعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو گئی شوشے پیدا ہوتے ہی رہتے ہیں

اسلام دشمنوں اور غیر اسلامی سرگرمیوں کے خلاف جہاد کیا جائے۔

صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کا ساتویں سیرت کانفرنس سے خطاب

(بشکریہ جنگ لاہور)

اسلام آباد ۱۰ دسمبر (اپ پ ا) صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے لوگوں سے کہا ہے کہ وہ اپنی زندگیاں قرآن مجید اور سنت کے مطابق ڈھالیں اور حضور کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کی موثر طریقہ پر تبلیغ کریں۔ مجلس شوریٰ ہال میں ساتویں سیرت کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے انہوں نے اسلام کی اقدار کے فروغ کے لئے جہاد شروع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ملک میں نظام اسلام نافذ کرنے کے جس مقصد کے لئے کام کر رہی وہ اس سلسلے میں قرآن مجید اور سنت نبویؐ سے رہنمائی حاصل کر رہی ہے جو مکمل ضابطہ حیات پیش کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس وقت اجماع اور اجتہاد کی ضرورت ہے اس سلسلے میں انہوں نے علماء، مشائخ اور سکالروں سے درخواست کی وہ حکومت کی مدد کریں۔ انہوں نے کہا جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس نے متعدد اسلامی قوانین نافذ کئے ہیں۔ لیکن وقت کی سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے مستقل کوششیں کی جائیں۔ صدر نے کہا کہ اسلامی قوانین کا نفاذ اور اسلامی اقدار کا احیاء دونوں بیک وقت ہونے چاہئیں۔ سماج دشمن عناصر اسلام کے دشمنوں اور دیگر غیر اسلامی سرگرمیوں کے خلاف جہاد کیا جائے تاکہ ملک میں صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ قائم کیا جا سکے۔ صدر نے کہا چودہ سو سال گذرنے کے بعد نہ صرف پاکستان بلکہ تمام اسلامی دنیا میں اسلام کے عظمت کے احیاء کی تحریک جاری ہے انہوں نے کہا کہ یہ تحریک قرآن و سنت سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے کامیابی سے ہمکنار ہو گی۔ صدر نے کہا پاکستان میں بتدریج اسلامی قانون نافذ کئے جا رہے ہیں تاکہ ایک مضبوط ڈھانچہ تیار کیا جا سکے۔ نظام اسلام کے بارے میں حکومت کے اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے اسلامی قوانین اور زکوٰۃ و عشر کے نفاذ کا حوالہ دیا۔ اور کہا کہ ۲ ارب ۴۸ کروڑ روپے بیواؤں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ان وسائل میں عشر کے نفاذ سے اضافہ ہو گا۔ تاہم انہوں نے قوم کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ اسلامی مملکت میں زکوٰۃ پر انحصار ناگزیر ہے اور غریبوں اور امیروں میں وسیع فرق ہو۔ صدر نے کہا کہ حکومت معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لئے مختلف اقدامات پر غور کر رہی ہے۔ جن میں حق شفعہ، قصاص، دیت، اسلامی قانون شہادت، قاضی عدالتوں کا قیام، اسلامی عدالتی نظام کا نفاذ اور سود کا بتدریج خاتمہ شامل ہے۔ صدر نے کہا کہ یہ بات ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ بینکوں میں ۱۶۰ ارب روپے میں سے ۱۲ ارب روپے بلا سود اکاؤنٹ میں جمع ہیں۔

صدر نے اسلامی دنیا کو درپیش مسائل کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ مسائل مذہب سے روگردانی اور اتحاد کے فقدان کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جو قومیں اپنے نظریے سے ہٹ جاتی ہیں وہ اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتیں۔ صدر نے اپنی ایک گھنٹہ کی تقریر کے دوران سیرت نبویؐ پر عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے علماء، دانشوروں اور دوسرے اہل علم سے کہا۔ کہ وہ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں کو پورا کریں۔ صدر نے کہا اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کے بعد لوگوں کو کسی اور جگہ سے رہنمائی حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہماری رہنمائی کے لئے ایک درخشاں مثال ہے۔

صدر نے کہا اس سال کی سیرت کانفرنس کا موضوع ہے "رسول پاکؐ بطور مظہر تکمیل نبوت" یہ موضوع نہ صرف ہمارے عقیدے کی ترجمانی کرتا ہے بلکہ عصر حاضر کی ایک اہم ضرورت کی بھی نشاندہی کرتا ہے یہ موضوع اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ روز آفرینش سے مختلف نبیوں کے ذریعے وقتاً فوقتاً جو الہامی ہدایت بنی نوع انسان تک پہنچتی رہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نکتہ تکمیل ہیں۔ یعنی رسول مقبولؐ کے بعد نہ تو کوئی پیغمبر آئے گا اور نہ ہی رشد و ہدایت کا کوئی نیا سلسلہ جاری ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے سامنے دنیا کا مکمل ترین ضابطہ حیات موجود ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے ہم کسی اور ضابطہ حیات یا نظریہ حیات کے محتاج

قومی اخبارات کا ملاحظہ

نہیں ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اس کی توضیح یوں کی ہے اور مجھے اس توضیح سے کلی اتفاق ہے کہ سلسلہ وحی منقطع ہونے کا مطلب یہ واضح اعتراف یا اعلان ہے کہ رسول کریمؐ کے ساتھ انسانیت بلوغت کو پہنچ گئی۔ آخری نبی الزمان پر رشد و ہدایت کی تمام منزلیں ختم ہو گئیں اب روز قیامت کی رہنمائی کا کوئی ذریعہ ہے۔ تو صرف قرآن و سنت اور ان کی روشنی میں اجماع و اجتہاد کا راستہ ہے ختم نبوت کے سلسلے میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے اور عقیدہ ہے جس پر تمام عالم اسلام میں جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی کہیں نہ کہیں بعض وقت کوئی نہ کوئی شوشہ اس عقیدے کے خلاف اٹھتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پاکستان میں تحریک ختم نبوت کے بڑے جیالے اور جید کارکن اور عالم موجود ہیں ابھی پچھلے دنوں جنوبی افریقہ میں ایک فتنہ اٹھنے والا تھا مگر اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے ایک غیر سرکاری وفد نے بروقت اور نہایت خوش اسلوبی سے اس مہم کے آغاز میں وہاں جا کر بڑی نمایاں کامیابی حاصل کی۔ میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کامیابی سے ہمکنار کرے۔ یہاں یہ کہنے کی جسارت کروں گا۔ کہ ذکر رسولؐ اور سیرت نبیؐ کے مطالعے کا مدعا ہم میں کچھ محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ثواب تو ہے مگر اصل مدعا نقطۂ زندگی اپنانا ہے۔ اصل مقصد مذہب کا پیغام نہیں نظام حیات کا پیغام ہے۔

صدر نے اپنی تقریر میں لوگوں سے حضورؐ کے سلوک کی متعدد مثالیں دیں اور انسانیت کے لئے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ صدر نے کہا اپنی ذاتی زندگی اور اسلام کی تبلیغ کے ذریعے حضورؐ نے یہودیوں کو بھی مسلمان بنایا۔ اس سلسلے میں انہوں نے زید بن صالح کی مثال دی جس نے اسلام قبول کیا۔ صدر نے اپنی تقریر میں بچوں کی صحیح تعلیم اور سیرت کی تبلیغ کے سلسلے میں ماؤں اور بہنوں کے کردار پر بھی روشنی ڈالی۔ اگر بچوں کو ان کے گھروں میں صحیح تعلیم دی جائے۔ تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔ انہوں نے محمد ہیکل کی ایک کتاب کا حوالہ دیا۔ جس میں انہوں نے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ نظریہ نہ صرف مذہب بلکہ تجارت، سیاست اور تعلیم کے شعبوں میں بھی راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ انہوں نے اسلامی دنیا میں اختلافات پر افسوس کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا وقت کا تقاضا ہے کہ اسلامی دنیا ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جائے۔ اسلامی ممالک ایک ایک اینٹ سے بہت بڑی عمارت تعمیر کر سکتے ہیں ان اینٹوں میں پاکستان کی اینٹ ایک مضبوط اینٹ ثابت ہوگی۔ جو بھاری ترین بوجھ برداشت کر سکے گی۔ صدر نے کہا اگرچہ ہم ابھی اپنی منزل سے دور ہیں لیکن قرآن مجید اور سنت سے راہنمائی حاصل کرتے ہوئے یقیناً ہم منزل پا لیں گے۔ صدر نے اپنے حالیہ دورے کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے کہا کہ خدا کے فضل سے ایسے مقامات پر گئے اور لوگوں سے [illegible] کا اظہار پسند نہ کرتے تھے انہیں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ انہوں نے نہ صرف ان کی (صدر) کی تقریریں غور سے سنیں بلکہ محبت اور التفات کا بھی اظہار کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وزارت تعلیم آئندہ سال ایک اور مقابلہ شروع کرے گی جس میں مصنفین سکول کی سطح پر بچوں کے لئے سیرت کی کتابیں لکھیں گے انہوں نے کہا سیرت کی کتابوں پر حکومت کے اقدام سے بیرونی ملکوں کے لوگوں میں بھی اس ضمن میں دلچسپی پیدا ہوئی ہے

صدر نے کہا کہ لوگوں کو اپنے دل ٹٹولنے چاہئیں اور اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے باوجود بہت سی برائیاں اب تک کیوں موجود ہیں انہوں نے کہا کہ ماضی میں اسلامی اقدار کو مضبوط بنانے کے لئے کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ قیام پاکستان کے تیس سال بعد بھی اسلام نافذ نہیں کیا گیا حالانکہ یہ ملک اسی مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے سیرت کے مصنفین، مذہبی سکالروں اور علماء پر زور دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر کتابیں لکھنے پر بھرپور توجہ دیں اور بچوں اور طلبہ کے لئے سیرت کی کتابیں دکانوں اور لائبریریوں اور تعلیمی اداروں میں فراہم ہونی چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ چار سال کے دوران سیرت کی انعامی کتابوں کے مقابلہ میں سیرت کے مصنفین نے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس سال مقابلہ کے لئے سیرت کے موضوع پر ۲۲ کتابیں موصول ہوئی ہیں جن میں چار کتابیں انعام کی مستحق قرار پائیں۔ صدر مملکت نے ان چاروں کتابوں جن میں تین اردو اور ایک انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے مبارکباد دیتے ہوئے دانشوروں اور مصنفین پر زور دیا ہے کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات پر جامع ریسرچ کے لئے آگے آئیں صدر نے وزارت تعلیم و مذہبی امور کو ہدایت کی کہ وہ آئندہ ۱۲ ربیع الاول کے موقع پر سیرت کی کتابوں کے لئے سیرت بک ایوارڈ کا اہتمام کریں۔

عمل کے بغیر کامیابی ممکن نہیں سیرت النبیؐ کے جلسہ میں علماء کی تقریر:۔

کوئٹہ ۲۰ دسمبر (اسٹاف رپورٹر) مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام آج رات بعد نماز عشاء جامع مسجد طوبیٰ میں جلسہ سیرت النبیؐ قاری سید افتخار احمد کاظمی کی زیر صدارت منعقد ہوا جس سے قاری سید افتخار احمد، مولانا نذیر احمد تونسوی، قاری عبداللہ منیر اور جلال الدین ترمزی نے خطاب کیا۔ علماء نے حضورؐ کی سیرت مطہرہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اور عوام پر زور دیا کہ وہ سیرت کو اپنانے پر زور دیں کیونکہ بغیر عمل کے کامیابی ممکن نہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام کل رات بعد نماز عشاء جامع مسجد کباڑی مارکیٹ میں مولانا عبدالرزاق کی صدارت میں سیرت النبیؐ کا جلسہ ہوگا۔

روزنامہ جنگ کوئٹہ ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حیاتِ عیسیٰؑ امت کا اجماعی عقیدہ ہے

رفع و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

کے بارے میں ساتویں صدی کے اکابرین امت کا عقیدہ

امام ابو البقاء کا عقیدہ!

الشیخ الامام ابو البقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ العکبری (م ۶۱۶ھ) "املاء ما منّ بہ الرحمٰن" (جو اعراب القرآن کے نام سے معروف ہے) میں آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

والتقدیر رافعک الیّ ومتوفیک لانہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذٰلک۔

(ص ۱۳۷)

"اصل یہ ہے کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا اور بعد میں وفات دینے والا ہوں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے پھر اس کے بعد ان کی وفات ہوگی۔"

شیخ یاقوت حموی کا عقیدہ!

لغت و عربیت کے امام شیخ شہاب الدین ابو عبداللہ یاقوت بن عبداللہ الرومی الحموی (م ۶۲۶ھ) "معجم البلدان" میں لکھتے ہیں:

لُدّ: قریۃ قرب بیت المقدس من نواحی فلسطین بابہا یدرک عیسیٰ بن مریم الدجال فیقتلہ۔

(ص ۱۵ ج ۵)

"لُدّ" نواحی فلسطین میں بیت المقدس کے قریب ایک بستی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کا تعاقب کرتے ہوئے اسے لُدّ کے دروازے پر جالیں گے، اور وہاں اسے قتل کریں گے۔"

شیخ ابن عربی کا عقیدہ!

رئیس المکاشفین شیخ اکبر محی الدین محمد بن علی الطائی المغربی المالکی (م ۶۳۸ھ) نے اپنی کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و نزول کی جابجا تصریحات فرمائی ہیں۔

"فتوحاتِ مکیہ" باب ۳۶۷ میں حدیثِ معراج کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فلما دخل اذا بعیسیٰ علیہ السلام بجسدہ وعینہ فانہ لم یمت الی الآن۔ بل رفعہ اللہ الی ھذہ السماء واسکنہ بہا۔

(الیواقیت والجواہر ص ۳۴ ج ۲)

"پس جب آپؐ اس آسمان میں داخل ہوئے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہٖ اسی جسم کے ساتھ دیکھا۔ کیونکہ وہ اب تک مرے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس آسمان پر اٹھالیا اور اس آسمان میں ان کو ٹھہرالیا۔"

اور فتوحاتِ مکیہ کے باب ۷۳ میں لکھتے ہیں:

ان عیسیٰ بن مریم نبی ورسول انہ لاخلاف انہ ینزل فی آخر الزمان حکماً مقسطاً عدلاً بشرعنا۔

"بے شک عیسیٰ بن مریم نبی و رسول ہیں، اور یقیناً اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ آخری زمانہ میں حاکم منصف بن کر آئیں گے۔ اور ہماری شریعت کے مطابق عدل کی حکومت کریں گے۔"

* * *

نیز اسی باب ۷۳ میں لکھتے ہیں:

ابقی اللہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الرسل الاحیاء باجسادھم فی ھذہ الدار الدنیا ثلاثۃ۔ وھم ادریس علیہ السلام بقی حیاً بجسدہ واسکنہ اللہ فی السماء الرابعۃ والسمٰوٰت السبع ھن من عالم الدنیا ...... وابقی

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین رسولوں کو اسی دنیا میں جسد عنصری کے ساتھ زندہ رکھا۔ ایک ادریس علیہ السلام جو اپنے جسم کے ساتھ زندہ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو چوتھے آسمان پر ٹھہرایا۔ ساتوں آسمان اسی دنیا میں شامل ہیں ..... اور زمین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فی الارض ایضاً الیاس ، و عیسیٰ وکلاھما من المرسلین

کو بھی زندہ رکھا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھی۔ اور یہ دونوں رسولوں میں سے ہیں۔

نیز باب ۳۵۲ میں لکھتے ہیں:۔

وقد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیہ السلام وکان مما اوحی الیہ قبل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ انہ اذا ینزل فی اخر الزمان لا یومنا الا بنا ای بشریعتنا وسنتنا۔ مع انہ لہ الکشف التام اذا نزل زیادۃ علی الالھام الذی یکون لہ کما لخواص ھذہ الامۃ۔

اور صحیح حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ۔۔ جن کی طرف ہمارے رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے قبل وحی نازل ہوئی تھی آتا ہے کہ جب وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے تو وہ صرف ہماری شریعت و سنت کی پیروی کریں گے ، باوجودیکہ جب وہ نازل ہوں گے تو ان کو الہام سے بڑھ کر کشف تام ہوگا۔

(یواقیت۔ ج ۲۔ ص ۸۴)

اور شیخ اکبرؒ کی طرف منسوب "تفسیر ابن عربیؒ" میں سورۂ آل عمران کی آیت "انی متوفیک ورافعک الیّ" کی تفسیر میں ہے:۔

انی متوفیک۔ ای قابضک الیّ۔ ای الی سماء الروح فی جواری۔

اللّٰہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں تجھے یہود کے درمیان سے اپنے قبضہ میں لے کر روح کے آسمان کی طرف اپنے جوار میں اٹھانے والا ہوں۔

(ج ۱ ص ۱۱۴)

آگے لکھتے ہیں کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے ایک شخص کو بھیجا۔ اللّٰہ تعالیٰ نے آپ کی شبیہ اس پر ڈال دی۔ انھوں نے اسے عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا اور صلیب دی۔

واللّٰہ رفع عیسیٰ الی السماء الرابعۃ (ج ۱ ص ۱۱۵)

اور اللّٰہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھالیا۔

اسی تفسیر میں سورۃ النساء کی آیت "وان من اھل الکتاب الا" کے ذیل میں ہے:۔

رفع عیسیٰ علیہ السلام اتصال روحہ عند المفارقۃ عن العالم السفلی بالعالم العلوی ...... ولما کان مرجعہ الی مقرہ الاصلی ولم یصل الی الکمال الحقیقی وجب نزولہ فی آخر الزمان بتعلقہ ببدن آخر۔ وحینئذ یعرفہ کل احد فیؤمن بہ اھل الکتاب ای اھل العلم العارفین بالمبدأ والمعاد کلھم عن آخرھم قبل موت عیسیٰ بالفناء فی اللّٰہ۔

عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کی وجہ سے ان کی روح عالم سفلی سے جدا ہو کر عالم علوی سے متصل ہو گئی ...... اور چونکہ ان کا اپنے اصلی مستقر پر واپس آنا تھا۔ اور اس کمال حقیقی تک (جو اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے لیے تجویز فرمایا) ابھی نہیں پہنچے اس لیے آخری زمانے میں ان کا نزول دوسرے بدن سے متعلق ہو کر واجب ہوا۔ اس وقت ان کو ہر شخص پہچان لے گا۔ پس اہل کتاب جو مبداء و معاد کے عارف ہوں گے سب کے سب ان پر ایمان لائیں گے۔ ان کی موت سے پہلے۔

(ج ۱ ص ۱۶۵)

فائدہ: یہاں "دوسرے بدن سے متعلق ہو کر" کا یہ مطلب نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح بطور تناسخ کسی اور بدن میں حلول کرے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس وقت ان کے بدن پر آثار ملکوتی کا غلبہ ہے۔ اور جب ان کا نزول ہوگا تو آثار بشری نمایاں ہوں گے۔

اسی تفسیر میں سورۃ الزخرف کی آیت (۶۱) "وانہ لعلم للساعۃ" کے ذیل میں ہے:۔

ای ان عیسیٰ مما یعلم بہ القیامۃ الکبریٰ وذلک ان نزولہ من اشراط الساعۃ

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ قیامت کبریٰ (کے قرب) کا علم ہوگا۔ کیونکہ آپ کا نزول قیامت کی علامات میں سے ہے۔

(ج ۲ ص ۲۱۹)

بقیہ: کارگزاری

اکثر و بیشتر ربوہ تشریف لایا کرتے ہیں اور کارکنان ختم نبوت کی حوصلہ افزائی فرمایا کرتے ہیں۔ اس کے متعلق ’’لولاک‘‘ میں ۱۸ فروری ۸۳ء کی اشاعت میں خبر چھپی۔

مولانا جمیل احمد میواتی کی ربوہ میں تشریف آوری

پچھلے دنوں خلیفہ مجاز حضرت لاہوری، حضرت مولانا جمیل احمد صاحب میواتی دامت برکاتہم مسلم کالونی ربوہ تشریف لائے۔ جہاں انہوں نے زیر تعمیر مرکزی مسجد اور دار المبلغین کا معائنہ فرمایا۔ مسجد اور دار المبلغین کی تعمیر میں جو دامے درمے سخنے قدمے تعاون فرما رہے ہیں اُن کے لئے اور مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی کامیابی کے لئے دعا فرمائی بعد ازاں ریلوے اسٹیشن پر واقع مسجد محمدیہ جو مجلس کا دوسرا مرکز ہے سے ہوتے ہوئے لاہور روانہ ہو گئے۔ قاری منیر احمد بھی ساتھ تشریف لائے۔

کارگزاری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان سنہ ۸۱

ترتیب :۔ مولانا اللہ وسایا صاحب

نعرۂ تکبیر کی صدا بلند ہو رہی ہے، ختم نبوت زندہ باد کے ترانے گائے جا رہے ہیں۔ حضرت امیر شریعت زندہ باد، خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری، مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر، فاتح قادیان مولانا محمد حیات کے زندہ باد کی گونج سے جب نام لئے جاتے ہیں، ربوہ کے در و دیوار حسرت بھری نگاہوں سے ان مقدس لوگوں کو دیکھنے کی تمنا کرنے لگتے ہیں جن کے نام لئے جا رہے ہیں۔ مگر افسوس کہ آج وہ موجود نہیں تاہم ان کی روحیں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ربوہ میں داخلے پر یقیناً شاد ہوں گی۔ اے کاش آج وہ بزرگ زندہ ہوتے اپنی محنتوں کے رنگ کو دیکھتے دشمن کی ذلت آمیز شکست کو دیکھتے ختم نبوت کے پھریرے کو ربوہ کی حدود میں لہراتے دیکھ کر خوش ہوتے۔ یا اللہ تیرے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اگر تیری ذات چاہے تو ان کی روحوں کو پیغام پہنچایا جا سکتا ہے کہ ان کی محنتیں ربوہ میں رنگ لا رہی ہیں۔ ان کی مساعی جمیلہ کو اللہ رب العزت نے شرف قبولیت سے سرفراز فرمایا ہے۔ ربوہ کی مختلف سڑکوں پر جلوس مارچ کرتا ہوا۔ جامع مسجد محمدیہ واپس آتا ہے۔ مسجد کے دروازے پر راقم نے کرسی پر کھڑے ہو کر عرض کیا کہ سامعین چشم فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھنا ہوگا۔ کہ یہی ربوہ تھا جس میں چند سال قبل قادیانیوں کے لاٹ پادری ظفر اللہ خان نے کھڑے ہو کر کہا تھا۔ کہاں ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ آج کے اس منظر کے بعد میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ تم ایمانداری سے بتاؤ کہ عطاء اللہ شاہ بخاری آج ربوہ میں موجود ہے یا نہیں۔ موجود ہے موجود ہے اس کا مشن موجود ہے اس کی جماعت موجود ہے۔ اس کے رضاکار موجود ہیں۔ (چاروں طرف سے یہ آوازیں) آج میں ظفر اللہ خان سے پوچھتا ہوں کہ کہاں ہے تیرا گرو غلام قادیانی امت مسلمہ نے اپنے پاؤں کی ٹھوکر سے غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کے کبر و غرور کو خاک میں ملا دیا ہے۔ ظفر اللہ خان تم زندہ ہونے کے باوجود مردہ ہو۔ اس لئے کہ تمہارے گرو کی نبوت پر چار دانگ میں پھٹکار پڑ رہی ہے۔ عطاء اللہ شاہ بخاری فوت ہو جانے کے باوجود زندہ ہے اس لئے کہ اس کا مشن زندہ ہے۔ بخاری کو مٹانے والو تم مٹ جاؤ گے۔ بخاری ایک عاشق رسول ہو۔ اور جسے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر نسبت ہو جائے۔ وہ زندہ جاوید ہو جاتا ہے۔ اسے مٹانے والے مٹ جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے ہیں۔ بخاری زندہ باد۔ امیر شریعت زندہ باد کے نعروں کی گونجتی فضا میں حضرت مولانا سید منظور احمد شاہ صاحب تشریف لاتے ہیں۔ آپ افتتاحی دعا کراتے ہیں۔ اور اس ربوہ کی تاریخ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی کامیابی کا ایک اور باب یوں تکمیل کو پہنچا ہے۔

نوائے وقت اور دوسرے قومی اخبارات میں جب خبر چھپی۔ پورے ملک میں مجلس کے اس اقدام پر خوشی و انبساط کا اظہار کیا گیا۔ اللہ رب العزت اسے شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ اسی دن (۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۱ھ) کی شام کو جامع مسجد لال جھنگ شہر میں جلسہ عام تھا۔ حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی جلسہ کے رفیق مقرر تھے۔ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب کے حکم پر فقیر راقم نے جلسہ و جلوس کی خبر سنائی۔ لوگوں کے فلک شگاف نعروں نے مجلس کے اس اقدام پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل ۱۱، ۱۲ ربیع الاول کی رات کو جامع مسجد محمدیہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے شبینہ کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور یہ عرصہ چار سال سے کیا جا رہا ہے۔ ساری رات قرآن خوانی سے مسجد گونجتی رہی۔ یہاں یہ عرض کر دینا بھی بے محل نہ ہوگا۔ کہ مسجد محمدیہ ربوہ میں سال میں چار بار شبینے کرانے کا عرصے سے معمول ہے۔ ۱۵ شعبان کی شب۔ ۱۲ ربیع الاول کی شب ۲۹ مئی کی شب۔ اور ۷ ستمبر کی شب۔ پہلے دو دنوں کی اہمیت سے تمام مسلمان واقف ہیں۔ باقی ۲۹ مئی سنہ ۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر ملتان نشتر کالج کے طلباء پر قادیانیوں نے لاٹھی چارج کیا تھا۔ ان پر قاتلانہ حملے کے باعث تحریک چلی تھی جس کے نتیجہ میں متفقہ طور پر پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر سنہ ۷۴ء کو حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔

یہی وجہ ہے کہ ۲۹ مئی اور ۷ ستمبر کو ختم نبوت کی تاریخ میں خصوصیت حاصل ہے... اس لئے ان ایام میں مسجد محمدیہ میں باقاعدہ شبینہ کیا جاتا ہے....

...... اسی طرح اس شبینہ میں حضرت مولانا جمیل احمد میواتی ربوہ تشریف لائے۔ وہ

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

شہر شہر سے

کاروان ختم نبوت منزل بہ منزل

قادیانی جماعت کے ترجمان روزنامہ "الفضل" کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے ـــــ ہمارا مطالبہ

ترتیب: علی اصغر چشتی، مبلغ مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گوجرانوالہ :-

مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے جنرل سیکرٹری جناب حافظ محمد ثاقب صاحب گوجرانوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۰/۱۲/۸۲ کو مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ ڈویژن کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت جناب حکیم عبدالرحمٰن آزاد منعقد ہوا۔ جس میں قادیانی روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر اور دیگر چار قادیانیوں کی گرفتاری پر مسرت کا اظہار کیا گیا۔ انتظامیہ جھنگ، گورنر پنجاب اور آئی جی پنجاب کو مبارکباد پیش کی گئی۔ اور حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کیا گیا کہ ان گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تاکہ آئندہ کے لئے کوئی بدبخت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی جسارت نہ کر سکے۔ اجلاس نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ روزنامہ الفضل کے ڈیکلریشن کو منسوخ کیا جائے۔ نیز ان ملزموں پر سپیشل ملٹری کورٹ میں مقدمہ چلایا جائے۔

سکھر :-

سکھر سے ہمارے نمائندے مولانا بشیر احمد صاحب اپنی ارسال کردہ رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۸۲ء کو جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع میں مندرجہ ذیل قراردادیں پیش کی گئیں۔ جنہیں متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

(۱) جمعۃ المبارک کا یہ عظیم اجتماع قادیانیوں کے اخبار "الفضل" کی اشاعتوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کو ایک سوچا سمجھا منصوبہ تصور کرتا ہے۔ جس سے ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے۔ کہ ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے والی امت واحدہ میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر کے وطن عزیز کے امن عامہ کو درہم برہم کیا جائے۔ اور اس طرح انہیں اپنے ناپاک عزائم کو عملی جامہ پہنانے کا موقعہ فراہم ہو جائے۔

(۲) یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخانہ الفاظ لکھنے والے افراد کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ تاکہ یہ وطن عزیز میں آئندہ کے لئے ایک مثال قائم ہو جائے۔

(۳) یہ اجتماع روزنامہ الفضل کے ایڈیٹر اور اس کے حواریوں کی گرفتاری کو حکومت کا مستحسن قدم تصور کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدمہ کو فوری طور پر چلایا جائے۔

جھنگ :-

مجلس تحفظ ختم نبوت جھنگ کے ناظم اعلیٰ جناب مولانا غلام حسین صاحب جھنگ سے اطلاع دے رہے ہیں۔ کہ مورخہ ۱۶ دسمبر ۱۹۸۲ء کو صبح دس بجے مدرسہ العلوم الشرعیہ جھنگ کے دفتر میں "جمعیت المؤمنین والمسلمین" کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مولانا الحاج سید صادق حسین شاہ صاحب نے فرمائی۔ اجلاس میں پنجسالہ انتخابات کی تجدید ہوئی۔ مولانا سید صادق حسین شاہ صاحب کو صدر اور مولانا محمد ذکاء اللہ صاحب کو جنرل سیکرٹری منتخب کیا گیا۔

مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں۔

(۱) یہ اجلاس نامور عالم دین اور تنظیم العلماء کے مرکزی رہنما حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب اور استاذ القراء قاری رحیم بخش صاحب (ملتان) کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ

اللہ جل شانہٗ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ اور ان کے پسماندگان و لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(۲) یہ اجلاس ربوہ کے عظیم المیہ پر شدید احتجاج کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ان ملزمان کو فی الفور گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دی جائے۔ جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی (علیہ اللعنۃ والخذلان) کی تعریف میں نظم پڑھی۔ اور مسلمان استاد کو زدوکوب کیا۔

(۳) یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے۔ کہ سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں زیادہ سے زیادہ شرکت فرما کر غیرت ایمانی کا ثبوت دیں۔ اور ثواب دارین حاصل کریں۔

کنری

کنری سے ہمارے نمائندے محمد عثمان آزاد لکھتے

...... ہیں۔ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے ناظم اعلیٰ جناب ماسٹر عبدالواحد نے اپنے ایک بیان میں مطالبہ کیا ہے۔ کہ عیسائیت کی تبلیغ پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ گذشتہ ایک ہفتہ سے عیسائی حضرات کرسمس کے موقعہ پر تبلیغی مہم تیز کئے ہوئے ہیں۔ اور کنری کے مسلمان نوجوانوں اور بچوں کے ذہنوں کو مسموم کر رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں عیسائیوں نے "کرسچن ہسپتال کنری" میں جشن صد سالہ تعمیر کے موضوع کی آڑ میں کرسمس پر دو روز تک فلم دکھائی۔ جس سے مسلمانوں کی بے حد دل آزاری ہوئی۔ اور ان کے جذبات کو عمداً مجروح کیا گیا۔ ماسٹر عبدالواحد صاحب نے حکومت اور ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا۔ کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائیں۔ اور عیسائیت پر پابندی عائد کی جائے۔

کنری ہی سے حافظ غلام اللہ صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں۔ کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کنری کے مبلغ مولانا محمد حبیب اللہ صاحب نے اپنے ایک بیان میں قادیانیوں کی طرف سے روز افزوں اشتعال انگیزیوں پر شدید غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ مرزائی جماعت کے ترجمان "روزنامہ الفضل" کی ۱۶ نومبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب کی آڑ میں سکھوں کے پیشوا گرونانک سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جب کہ ۷ نومبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنے آپ کو مسلمان کہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے۔ کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس حق سے روک نہیں سکتی۔ ان بیانات سے آئین پاکستان کی توہین ہوئی ہے۔ اور پورے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ مولانا موصوف نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے۔ کہ مرزائیوں کو اشتعال انگیزیوں سے روکا جائے۔ مرزا طاہر کے خلاف آئین پاکستان کی توہین کے الزام میں کارروائی کی جائے۔ اور "روزنامہ الفضل" کا ڈیکلریشن منسوخ کیا جائے۔

بقیہ: اداریہ

دلم کی بیماری کے آغاز پر مٹھائی تقسیم کر کے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ۱۲ ربیع الاول کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جشن منایا جاتا ہے۔ اور اس کا نام "جشن عید میلاد" رکھا گیا ہے۔ حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم وصال کو خوشی کا دن باور کرانا اور اس دن جشن منانا کسی بدترین دشمن کا کام ہو سکتا ہے۔ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی تعلق و محبت ہو وہ ایسی حرکت کبھی نہیں کر سکتا۔ لیکن شیطان نے مسلمانوں کو ایسی پٹی پڑھائی کہ یہ اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یوم مرض اور یوم وفات کو خوشی کرتے اور جشن مناتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ امت کے حال پر رحم فرمائے۔

محمد یوسف لدھیانوی

جن حضرات نے ہفت روزہ

ختم نبوت کے لئے ششماہی چندہ

جمع کرایا تھا۔ انہیں بذریعہ اشتہار ہذا

مطلع کیا جاتا ہے کہ اپنے چندہ کی

تجدید فرمائیں۔ (مینجر)

WEEKLY Khatme-Nubuwwat KARACHI
Registered S. No. 3217

گلہائے عقیدت

علی اصغر چشتی صابری

تیرا ہو کر رہا جس نے تیرا جلوہ دیکھا
قلب مضطر رہا جس نے تیرا روضہ دیکھا

ایک میں ہی نہیں نالاں ہوں تیری فرقت میں
باغ میں میں نے جو داغِ دلِ لالہ دیکھا !!

چاند کی تیز چمک سے متاثر نہ ہوا
جس نے ایک بار بھی سرکار کا چہرہ دیکھا

کاش وہ رات پھر آجائے کہ جس میں میں نے
غور سے دیکھا انھیں دیکھا تو دیکھا دیکھا

یہ تمنا ہے کہ دیکھوں میں مدینہ تیرا
دل کے آئینے میں جب میں نے تماشہ دیکھا

ساتھیوں کو نہ ملا کوئی کنارہ ، ہم نے
ڈوب کر عشق کے دریا میں کنارہ دیکھا

خود بخود رونے لگا رونے لگا رونے لگا
جس نے چشتی کو تیرے ہجر میں روتا دیکھا